فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ... ۱-۲
مباحثہ اسمہٗ احمد کے متعلق ... ۳-۴
مولوی محمد احسن و مولوی محمد علی صاحب جواب دیں ۵-۶
مجازی احمد ہی بشارت اسمہٗ احمد کا مصداق ہے ۷ تا ۱۰
چند سوالات ... ۱۱ تا ۱۲
خدا تعالیٰ سچا ہے یا مولوی محمد علی ... ۱۳-۱۴
مولوی محمد احسن کی شہادت کیا مولوی محمد علی کے نزدیک فیصلہ کن ہے ۱۵ تا ۱۹
نبوت کے متعلق حضرت خلیفہ ثانی کا عقیدہ ۲۰
نبوت کے متعلق مولوی محمد علی کا عقیدہ ۲۱
مولوی محمد احسن کے دو خط ۲۲
رپورٹ انجمن احمدیہ پشاور ۲۳-۲۴

جلد ۴ | ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۵ ربیع الاول ۱۳۳۴ھ | نمبر ۵۰-۵۱

مدینۃ المسیح (۴)

۲۶ دسمبر ۱۹۱۶ء

۲۶ دسمبر ۱۹۱۶ء کے لئے پروگرام مطبوعہ میں ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک حافظ روشن علی صاحب کا وقت تھا۔ اور ۲ بجے سے ۴ بجے تک میر محمد اسحٰق صاحب کا اور ان کے بعد ایک گھنٹہ چودہری فتح محمد صاحب ایم۔اے کے لئے تھا ٭

تلاوت قرآن شریف اور برادر سراج الدین صاحب بریلوی کی نظم (جس کا ایک شعر مجھے یاد ہے۔ ؎ مسیح وقت گر جلوہ دکھا دینگے تو کیا ہو گا ٭ تصدق ہو گی میری جاں میرا دل فدا ہو گا) کے بعد۔ ۱۰ بجے حافظ صاحب نے تقریر شروع کی۔ جس کا عنوان تھا "اختلاف مابین احمدیان و غیر احمدیان" آپنے نہایت بلند آہنگی سے بہت قابلیت کے ساتھ اپنے مضمون کو مدلل بہ آیات قرآن و احادیث سید الانس والجان بیان کیا۔ آپنے بتایا کہ کلام الٰہی ہی واحد ذریعہ ہے ہستی باری تعالےٰ کی پہچان کا۔ اور یہ سمجھایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ وحی و الہام جاری ہے۔ اور یہ کہ امت محمدیہ ہی میں سے ایک موعود نبی اللہ آنے والا تھا۔ کیونکہ حدیث میں نزول مسیح کی پیشگوئی ہے۔ اور مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ وفات کا مضمون احمدیوں کے لئے بالکل معمولی ہو گیا ہے۔ مگر حافظ صاحب نے اس میں بھی دلچسپی پیدا کر دی۔ آپنے اسی ضمن میں خاتم النبیین و لانبی بعدی کے صحیح معنے بھی واضح کئے۔ اور اخیر میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کے نشان بتائے۔ مقصد بعثت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ پر ایمان لانے کی ضرورت سمجھائی۔ ۱۲ بجے حافظ صاحب نے فرمایا کہ دو تہائی مضمون ابھی باقی ہے۔ تاہم آپنے ۱۲½ بجے اپنی تقریر ختم کر دی۔ پریزیڈنٹ اجلاس مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری تھے ٭

دوسرا اجلاس

پونے دو بجے ظہر و عصر کی نماز جمع ہوئی دو بج کر ۳ منٹ پر کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے تین ریزولیوشن پیش ہوئے۔ ایک حضرت خلیفہ ثانی کی طرف سے موجودہ جنگ میں گورنمنٹ سے وفاداری پر اور یہ کہ جرمن صلح کی درخواست صرف انہی شرائط پر منظور کی جائے۔ جو آئندہ امن کی ضامن ہوں۔ دوسرا ریزولیوشن مرزا یعقوب بیگ صاحب کی اس تحریر پر اظہار نفرت کے لئے جو ڈاکٹر موصوف نے بعض اخبارات میں ہمارے خلاف مسجد مونگھیر کے مقدمے کی بابت چھپوایا ہے تیسرا ریزولیوشن سیلون کی جماعت احمدیہ سے اظہار ہمدردی اور بعض مذہبی حقوق دئے جانے کی درخواست پر تینوں اتفاق رائے سے پاس ہوئے ٭

۳ بجے میر محمد اسحٰق صاحب نے اختلاف اندرونی پر تقریر شروع کی۔ آپنے فرمایا کہ ہم جو ایک امام کی ماتحت ہیں۔ ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف ہے تو ان سے جو ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ پھر آپنے سب سے پہلا اختلاف مسئلہ خلافت پر بتایا۔ اور حضرت مسیح موعود کے بعد سلسلہ خلافت جاری ہونے پر حضور ہی کی کتب سے چھ زبردست دلائل بڑی وضاحت سے بیان کئے۔ پھر مسئلہ نبوت پر مفصل تقریر کی۔ اور مبائعین کو سمجھایا کہ یہ مسئلہ قدم بقدم یوں پیش ہونا چاہئے۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

آپ نے اپنا مضمون دو حصوں میں تقسیم کیا۔ یہ تقریر پسند عام ہوئی۔ اور کئی دوستوں نے مجھ سے خواہش کی کہ اسے علیحدہ کتابی صورت میں چھاپ کر شایع کیا جاوے۔

۲۷ دسمبر ۱۹۱۶ء

آج کا پروگرام یہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ بقیہ تقریر حضور ۲ بجے سے ۳½ بجے تک۔ رپورٹ صدر انجمن ۳½ سے ۴½ تک۔ تلاوت قرآن مجید ہوئی۔ ہمارے رامپوری دوست جناب قادیانی نے اپنی نظم بلکہ نظمیں سنائیں۔ برادر منظور بھیروی نے اپنی ایک نظم سنائی۔ پونے گیارہ بجے حضرت مفتی صاحب نے چند لطائف پیغامیوں کے بارے میں سنانے شروع کئے۔ اس وقت تک پریزیڈنٹ جناب مکرم غلام اکبر خان صاحب تھے گیارہ بجے حضرت صاحب تشریف لائے۔ سب سے پہلے اخراج ممبران صدر انجمن کا مسئلہ پیش ہوا۔ مختلف سکرٹریان جماعت احمدیہ نے نہایت آزادی سے اس پر اپنی رائیں دیں۔ اور تقریریں کیں اس کے بعد حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے اپنی دلکش نظم پڑھی۔ بارہ بج گئے۔ اور حضرت صاحب نے اپنی تقریر شروع کی اور فرمایا کہ پہلے چند متفرق ضروری باتیں کہتا ہوں۔ ایک تو مولوی محمد احسن صاحب نے خلاف بیانی کی ہے کہ مجھے عقائد محمود کی خبر نہ تھی حالانکہ وہ میرے ساتھ گھنٹوں بارہا اس پر گفتگو کرتے رہے ہیں۔ اور وہ اس پر حلف مؤکد بعذاب نہیں کھا سکتے۔ دوم وہ اعلان کرتے ہیں۔ میں نے تجھے خلافت سے معزول کیا۔ سو اگر کسی نے سید صاحب کے لئے میری بیعت کی تھی تو میں اسے آزاد کرتا ہوں۔ سب نے باواز بلند کہا کہ ہم نے خدا کے لئے خدا کے حکم کے مطابق بیعت کی تھی۔ اور ہم محمد احسن کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ پھر آپ نے مسیح موعود محمد است۔ مسیح موعود مصداق پیشگوئی اسمہٗ احمد ہے۔ مسئلہ کفر۔ غیر احمدی کے جنازہ کے متعلق اپنا مذہب بیان کیا۔ ۱½ بجے اجلاس برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس ۲½ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ چند نکاح ہوئے کسی شخص کے جواب میں خاتم النبیین کے معنے سمجھائے۔ پونے تین بجے (احمدیہ جماعت کے فرض اور اسکی ذمہ واریاں) تقریر شروع کی۔ آپ نے بڑی تفصیل سے بتایا کہ موجودہ مدعیان اسلام کن کن غلط عقائد میں گرفتار ہیں۔ اور انکی عملی حالت کیا ہے یعنی صرف مسئلہ وفات و حیات مسیح ہی کا فرق نہیں۔ بلکہ بہت سی باتیں ہیں۔ جو قابل اصلاح ہیں۔ اور یہ سب تمہارا فرض ہے۔ تقریر دلوں کو ہلا دینے والی تھی۔ دلوں میں اس قدر جوش تھا کہ یہی جی چاہتا تھا۔ اٹھ کھڑے ہوں۔ اور ابھی اکناف عالم میں احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام اور کلام پہنچانے کے لئے پھر جائیں۔ آپ نے جماعت کو باہمی اتفاق و اتحاد کی سخت تاکید فرمائی۔ اور مل کر کام کرنے کی ہدایت دی۔ پونے چھ بجے اجلاس برخاست ہوا۔

۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء

آج کا پروگرام یہ تھا کہ رپورٹ ترقی اسلام ۹½ سے ۱۰½ تک چودھری فتح محمد صاحب۔ ۱۰½ سے ۱۱ بجے تک صداقت و سیرت مسیح موعود پر مفتی محمد صادق صاحب۔ پچھلے پہر تقریر حضرت خلیفہ ثانی۔ چونکہ کل رپورٹ صدر انجمن نہیں سنائی جا سکی تھی اسلئے خیال تھا کہ سب سے پہلے وہ سنائی جائیگی۔ انتظار کے بعد ۱۰½ بجے مفتی محمد صادق صاحب نے سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام پر چند دلوں کو پاک کرنیوالی باتیں بیان کیں۔ جو اس عہد خوشتر کو یاد دلا کر بے تاب کر رہی تھیں۔ جب ہمارا مسیح ہم میں موجود تھا۔ ۱۱ بجے چودھری فتح محمد صاحب تشریف لائے۔ اور انہوں نے رپورٹ سنائی کہ آمد ۱۴۰۰۳ روپے ہے۔ اور خرچ ۱۷۱۴۳ - ۱۱ - ۳ روپے۔ اور ابھی مبلغین کی تنخواہ جولائی تک ادا ہو سکی ہے۔ اور مدرسین کی جون تک۔ اسی ضمن میں آپ نے یہ بھی بتایا کہ کم از کم خرچ پندرہ سو روپے ماہوار ہے۔ بیرونی مبلغین کا ذاتی خرچ حضرت خلیفہ ثانی اپنی جیب سے ادا فرماتے ہیں۔ پچھلے سال آمد سترہ ہزار اور خرچ بیس ہزار تھا۔ آپ نے تمام ان کاموں کی تفصیل بتائی۔ جو ترقی اسلام کی معرفت انجام پذیر ہوتے ہیں۔ اور جماعت سے اپیل کی کہ سب کی امداد فرماویں۔

۲ بجے حضرت نواب صاحب سکرٹری صدر انجمن تشریف آور ہوئے۔ نواب صاحب نے رپورٹ سنائی۔ جو بہت قابلیت سے تیار کیگئی تھی۔ تمام آمد ۶۵۵۱۶ - ۴ - ۴ روپے اور خرچ ۶۱۶۵۰ - ۰ - ۵ ہوا انجمن اسوقت ۱۸۵۹۴ روپے کی مقروض ہے سال گذشتہ کی آمد ۹۳۵۷۳ - ۷ - ۶ تھی اس سال اٹھائیس ہزار کم آمد ہوئی۔ بیرونی انجمنوں میں سیالکوٹ نے ۳۲۱۶ روپیہ دیا۔ اور قادیان نے ۲۰۸۹ روپیہ۔ اردو ریویو کے خریدار ۶۵۰ بتائے۔ انگریزی کے ۳۰۰۔ دو سو ۳۴ رسالہ مفت جاتا ہے۔ مدرسہ احمدیہ کی آمد ۵۵۳۸ روپے ہے۔ اور خرچ ۹۴۴۸۶ روپے۔ آخر میں فرمایا کہ قرضوں کے ادا کرنے کی فکر کرو۔ جو لوگ لائق ہیں اور نیز وہ یہاں آکر رہیں۔ اور آنریری طور پر ہمارے معاون ہوں۔ مہاجرین میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جو کل اپنے آپ کو وقف کر دیں اس لئے ذی ثروت اصحاب یہاں آکر رہیں۔ پونے ایک بجے رپورٹ ختم ہوئی پھر چندہ ہوتا رہا جس کی تعداد بعد میں معلوم ہوگی۔ پریزیڈنٹ اجلاس جناب اختر علی صاحب بھاگلپوری تھے۔

دوسرا اجلاس اڑھائی بجے حضرت صاحب تشریف لائے۔ نماز ظہر و عصر جمع کیگئی۔ بعد از نماز آپ نے چند نکاح پڑھائے۔

پونے چار بجے ذکر الٰہی پر تقریر شروع کی۔ جس کے آٹھ عنوان تھے ذکر الٰہی سے کیا مراد ہے۔ اس کی ضرورت۔ اسکی قسمیں۔ کیا احتیاطیں برتیں اسکے سمجھنے میں کیا کیا غلطیاں ہوئیں۔ شیطان کو بھگانے اور توجہ قائم رکھنے کے طریق۔ ذکر الٰہی پر قائم رہنے کا کیا ذریعہ ہے۔ ذکر الٰہی کے فوائد۔ یہ تقریر ۵ بجے شام کے ختم ہوئی۔ آپ نے اس میں جو جو معارف و حقائق بیان کئے۔ یقیناً وہ آج تک کسی صوفی کسی مفسر کسی مولوی نے بیان نہیں کئے۔ اور بیان کیا کرے جبکہ یہ علم لدنی ہے۔ اور روز ازل سے خاتم النبیین و خاتم الخلفاء کے طفیل سیدنا محمود کے لئے مخصوص تھا۔ خلافت اپنے انوار کی [illegible] ساتھ پانچ چھ ہزار مومنین پر چھا گئی اور سب ایک نشۂ معرفت میں سرشار تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔ بہت سے احباب نے مجھے کہا کہ اسے بہت جلد کتابی صورت میں چھاپا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے انوار خلافت پچھلے سال کی تقریروں کا مجموعہ جو ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے منگوا کر ختم کر لو۔ پھر ہم یہ بھی چھاپ سکیں گے۔

حضور کو کھانسی بھی تھی۔ اور یوں بھی طبیعت کسل مند تھی۔ تاہم پورے پانچ گھنٹے کھڑے رہے۔ اور مسلسل بولتے گئے۔ اور پھر آخر ایک دوست کے ذریعے جماعت حاضرین کو جزاکم اللہ کہلایا کہ سکون کے ساتھ سنا یہ وہ خلق کریمانہ ہے جو خواص میں سے بھی ہر ایک کا کام نہیں۔ صوفیا تو کئی کئی سال خدمتیں لیتے۔ تب جا کر ایک بات بتاتے اور یہاں بے سوال ۲۳ طریق بتائے۔ جن سے نماز میں وسوسے نہ آئیں۔

۲۹ دسمبر ۱۹۱۶ء

۲۹ دسمبر لوگ جانے شروع ہو گئے تاہم مسجد اقصیٰ میں بھاری مجمع تھا۔ وقت کا اعلان ۹½ بجے تھا۔ گیارہ بجے چودھری فتح محمد صاحب تشریف لائے اور تبلیغ ولایت پر لیکچر دیا جسمیں آپ نے بتایا کہ اسلام کی نسبت جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں وہ ایک کالم میں اور اسلام کی اصل تعلیم دوسرے کالم میں رکھ کر شائع کی جائے تو ہزاروں سعید روحیں مسلمان ہو جائیں۔ پھر آپ نے اپنے تجربہ سے طریق بتائے۔ پمفلٹ ہزاروں لاکھوں

مستورات میں ۲۹ دسمبر کو حضرت صاحب کی تقریر ہوئی۔ ایک تقریر ۲۶ کو بھی پنجابی میں ہوئی۔ ۲۷ و ۲۸ کو حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی کا وعظ خواتین میں ہوا۔ غرض جلسہ نہایت پُر رونق تھا۔ اور بڑی کامیابی سے ختم ہوا۔ وللہ الحمد فی الاخرۃ والاولیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۳۰ر دسمبر ۱۹۱۶ء

مُباحثہ اسمہٗ احمدؐ کے متعلق

مولوی محمد علیصاحب کو آخری دعوت

(از قلم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ)

پچھلے دنوں مولوی محمد علی صاحب نے میرے چیلنج متعلقہ اسمہٗ احمدؐ کے متعلق منظوری کا اعلان کیا تہا۔ لیکن چونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا ان مسائل میں میدان مباحثہ میں آنا اپنی شکست کو خود بُلانا ہے۔ اس لئے ایسی شرائط لگانی شروع کیں۔ کہ جن سے کسی طرح یہ شرم بھی رہ جائے۔ کہ میں نے چیلنج منظور کر لیا ہے۔ اور یہ ناکامی کا وقت بھی ٹل جائے اور اس گھبراہٹ نے ان پر ایسا اثر کیا۔ کہ اوّل تو میرے مقابلہ میں جو اشتہار لکھا۔ اس کا یہ ہیڈنگ رکھا کہ احمدیت کا انکار اور اس کا جواب۔ اور جب ان کو بتایا گیا کہ آپ نے آخر کسی دن مرنا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو جواب دینا ہے۔ اس دروغ بیانی کا خدا تعالےٰ کو کیا جواب دینگے۔ کیا ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں کہ اس طرح ہمارے خلاف لکھا جاتا ہے۔ تو اس پر آیندہ کے لئے اس جھوٹ کو تو ترک کیا۔ لیکن آخر مرنا ہے کے الفاظ پر نہایت ناراضگی کا اظہار کیا کہ آپ مجھے موت کی دہمکیاں دیتے ہیں گویا مولوی صاحب کو یہ دعوےٰ ہے کہ آپ نے کبھی بھی نہیں مرنا۔ اور آپ کی نسبت یہ الفاظ کہنا کہ آپ نے آخر مرنا ہے موت کی دہمکی ہے۔

غرض اس قسم کی کئی حرکات مذبوحی ان سے سرزد ہوئیں جو صاف طور پر دلالت کرتی تھیں کہ وہ سخت گھبراہٹ میں ہیں کہ کسی طرح کہیں مباحثہ ہی نہ ہو جائے۔ چنانچہ ایک دفعہ میرے مضمون کا جواب شایع کر کے پھر دوبارہ انہوں نے پیغام میں یہ اعلان شایع کرایا کہ مباحثہ کے لئے یہ شرط بھی ہے۔ کہ بیس ہزار احمدیوں سے حلفیہ شہادت دلوائیں کہ وہ اس عقیدہ میں آپ کے ساتھ متفق ہیں تا معلوم ہو کہ چار فیصدی احمدی تو آپ کے ہمخیال ہیں۔ اس پر ان کو لکھا گیا کہ اگر یہی شرط ہے۔ تو آپ بھی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ مسلمان سے جو کل تعداد مسلمانان کا چار فیصدی بنتے ہیں حلفیہ بیان شایع کرائیں کہ وہ آپ کے ہمخیال ہیں یا چالیس لاکھ سے ہی جو ایک فیصدی بنتے ہیں۔ حلفیہ شہادت لیں کہ ان کو معلوم تھا۔ کہ قرآن کریم کی سورہ صف میں کوئی پیشگوئی اسمہٗ احمدؐ کی ہے۔ اور وہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ مگر اس پر بھی وہ لگے بہانے تلاش کرنے۔ گو دبی زبان سے یہ اقرار بھی کیا ہے۔ کہ اگر میں بیس ہزار آدمی سے حلفیہ شہادت دلوانے کے لئے تیار ہوں۔ تو وہ بھی چالیس لاکھ کی شہادت دلوانے کے لئے تیار ہیں۔ حالانکہ میں تو پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ اگر وہ اس قسم کی حلفیہ شہادت چالیس لاکھ مسلمان بالغ مرد و عورت سے دلوادیں کہ ہمیں یہ بات معلوم تھی۔ کہ قرآن کریم میں اسمہٗ احمدؐ کی پیشگوئی جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی منقول ہے۔ موجود ہے۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے تو میں بھی بیس ہزار احمدیوں کی حلفی شہادت دلانے کے لئے تیار ہوں۔ پھر ان کو ازسر نو اِن باتوں کو لکھ کر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ سوائے اس کے کہ وہ اس پیالہ کو کسی طرح ٹالنے کی کوشش کرتی چاہتے ہیں۔

اسی طرح وہ بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ میں ثابت کروں کہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام احمدؐ نہ تہا۔ اور آپ اسمہٗ احمدؐ والی پیشگوئی کے مصداق نہ تھے۔ تب وہ مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حالانکہ ان کو کھول کھول جواب دیا گیا ہے کہ مباحثہ میں ہر ایک فریق پر اثبات کے دلائل ہوتے ہیں اور کسی چیز کی نسبت یہ ثابت کرنا کہ وہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اس کی تائید میں جو دلائل دئے جائیں ان کو رد کر دیا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود کا حوالہ بھی دیا گیا کہ آپ نے بھی وفات و حیات مسیح کے مُباحثہ میں انکے مخالفوں کے ذمہ حیات مسیح کے ثابت کرنے کے دلائل رکھے ہیں۔ اور اس پر بڑا زور دیا ہے۔ کہ تم مدعی ہو تم دلائل دو۔ میں اس کو ردّ کروں گا۔ مگر باوجود اس کے مولوی صاحب پھر اسی بات پر زور دئے چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے دعوےٰ کے لئے کسی عقلمند کی سند پیش نہیں کرتے۔ اور نہیں بتلاتے کہ نفی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ شاید اس لئے کہ حضرت صاحب کی باتوں کے ردّ کر دینے کا فتویٰ ان کو مل گیا ہے۔ روزانہ عدالتوں میں مقدمات ہوتے ہیں۔ ان میں مدعی کے ذمہ اپنے دعویٰ کا ثبوت رکھا جاتا ہے۔ اور مدعا علیہ کا صرف اتنا کام ہے کہ مدعی کے دلائل کو ردّ کر دے۔ دُنیا میں آج تک کوئی عقلمند ایسا نہیں گذرا جس نے نفی کا بھی ثبوت رکھا ہو۔ نفی کے تو معنے یہ ہیں کہ فلاں بات یُوں نہیں۔ اس کا ثبوت کیا ہونا ہے۔ اس کا ثبوت یہی ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ بات اسطرح ہے ان کے پاس دلائل نہیں۔ میرا دعویٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اسمہٗ احمدؐ کی پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ جب میں ثابت کر دوں کہ آپ ہی اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق ہیں تو اس سے خود ثابت ہو گیا کہ کوئی دوسرا آدمی اس کا مصداق نہیں۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا ہے میں انعام مقرر کرنیوالا ہوں۔ اور انعام مقرر کرنیوالے نے جو شرائط مقرر کی ہوں۔ ان کو ادل بدل کرنا کسی طرح درست نہیں۔ انعام لینے کی خواہش ہے تو انہی شرائط پر مباحثہ کریں۔ وہ باتیں میں نے اپنے ذمہ لی ہیں۔ اور وہی آپ کے ذمہ رکھی ہیں۔ لیکن آپ انعام لینے کی بھی خواہش رکھتے ہیں۔ اور پھر کرنا بھی کچھ نہیں چاہتے۔ کیا انعام دینے والے کا فرض کسی عقلمند نے کبھی یہ تجویز کیا ہے کہ وہ خود بھی کوئی کام اپنے ذمہ لے۔ یہ تو میری مہربانی ہے۔ کہ میں نے بھی یہ بات ثابت کرنی اپنے ذمہ لی ہے کہ قرآن کریم و احادیث کے رو سے حضرت مسیح موعود اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔ ہاں یہ آپ کا حق ہے کہ آپ یہ اعلان کریں کہ اس نے انعام ایسی باتوں پر مقرر کیا ہے۔ جو ناممکن الثبوت ہیں۔ مگر یہ اعلان بھی آپ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس سے آپ کے دعوے خاک میں مل جاتے ہیں۔ اور اپنے منہ سے اپنی شکست کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح فیصلہ کرنیوالوں کے متعلق میں نے لکھا تہا کہ آپ کیطرف سے جو لوگ ہوں انکو آپ مقرر کریں۔ اور جو میری طرف سے ہوں وہ میں مقرر کر دوں نہیں تو ثالث غیر مسلم ہوں۔ جن کو کسی فریق سے تعلق نہ ہو لیکن آپ ہیں کہ صرف اس خیال سے کہ چند ایسے لوگ

جنھوں نے اس وقت تک گو بیعت سے علیحدگی کا اعلان نہیں کیا۔ لیکن درحقیقت آپ کے ساتھ ہیں۔ ان کو ثالث مقرر کرکے اپنے حق میں ڈگری کروائیں۔ جوں نے فریقین کے درمیان جو اختلاف در میان مباحثہ میں ہو۔ اس کا بھی فیصلہ کرنا ہے۔ پھر کیونکر ایسے لوگوں کو میں جج تسلیم کر سکتا ہوں۔ جن کو مولوی صاحب نے مقرر کیا ہو۔ اور پھر ایسی حالت میں جبکہ وہ درحقیقت مولوی صاحب کے ساتھ ہوں اور ان کی بیعت صرف اس لحاظ سے ہو کہ انھوں نے کسی زمانہ میں بیعت کی تھی۔ اور اب تک بیعت توڑنے کا اعلان نہیں کیا۔ ایسے آدمی میرے مرید کیونکر کہلا سکتے ہیں وہ میرے مرید نہیں۔ بلکہ مولوی صاحب کے ساتھی ہیں۔ اس قسم کے ہزاروں آدمی ہیں جو پہلے غیر مبائعین کے ساتھ تھے۔ پھر انہوں نے بیعت کر لی۔ تو کیا ان کو مولوی صاحب کے ساتھی کہا جا سکتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میرے ساتھ شامل ہونے والوں کی کوئی ایسی علامت نہیں۔ ہاں جس شخص نے قادیان سے تعلق توڑ دیا اور ان لوگوں کے ساتھ تعلقات محبت قائم کر لئے۔ وہ ان کا ساتھی ہے۔ پس اس طرح دنیا کی نظروں میں خاک جھونکنے سے کام نہیں چل سکتا۔ میرا قائم مقام وہی ہو سکتا ہے جو میری طرف سے ہو نہیں تو غیر مذاہب کے لوگوں میں سے ثالث ہوں جو طرفین کی رضامندی سے مقرر ہوں۔ **میں اُن لوگوں کو جو مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خدارا مولوی صاحب کو فیصلہ کے لئے میدان میں آنے کے لئے آمادہ کریں تا حق ظاہر ہو جائے۔** میں نے ایک امر کے لئے انعام مقرر کیا ہے۔ یا میرے چیلنج کو قبول کریں یا خود اعلان مباحثہ کریں اور اگر دونوں باتیں منظور نہیں۔ تو لوگوں کو مغالطہ دینے کی ناروا کوششوں سے باز آئیں کہ اس کا نتیجہ روحانیت کے لئے کبھی مفید نہیں ہوتا۔ یہ دنیا چندروزہ ہے۔ اور لوگوں کی واہ واہ سے کچھ نہیں بنتا۔ عزت وہی ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملے۔ انسانوں کی دی ہوئی عزت کوئی شے نہیں۔ پس خدا کی عزت کی جستجو کرو۔ اور اس مائدہ کو جو تمہاری رُوحانی ترقی کے لئے آسمان سے نازل ہؤا ہے ردّ نہ کرو۔ کالتی نقضت غزلھا کے مصداق نہ بنو مسیح موعود کو آپ لوگوں نے قبول کیا۔ اور اس کے ذریعے بہت سے فوائد اُٹھائے۔ اب اسی پر جو لوگ تبر چلا رہے ہیں اور اسکی ہتک کے درپے ہیں۔ ان کے ساتھ مت ملو۔ تا خدا تعالےٰ کا رحم تم پر ہو۔

خاکسار میرزا محمود احمد

الفاظِ چیلنج

ذیل میں ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے الفاظ چیلنج پھر درج کئے دیتے ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر مولوی محمد علی صاحب کو چیلنج کی منظوری پر آمادہ ہونا چاہیئے نہ کہ جو جی میں آئے وہ پیش کر کے اپنی جان بچانے کی کوشش کرنا چاہیے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے الفاظ یہ ہیں:۔

”میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھتا جاتا ہے۔ اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔ میں اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں اور تمام دُنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حتی کہ میں انعام رکھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ اور اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے۔ اور قرآن کریم سے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کر دے کہ احمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تھا نہ کہ صفت۔ اور یہ کہ جو نشانات احمد کے قرآن کریم میں آئے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی اپنے پر چسپاں فرمائی ہے۔ تو میں ایسے شخص کو ایک مقرر تاوان جو فریقین کو منظور ہو۔ دینے کے لئے تیار ہوں۔“

انوارِ خلافت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسمہٗ احمد کے متعلق جو تقریر فرمائی تھی۔ وہ دوسری تقریروں کے ساتھ چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام احمد ہونے کے متعلق ایسے زبردست دلائل دئے گئے ہیں کہ جن کا توڑنا ناممکن ہے۔ ہر ایک احمدی کو یہ دلائل از بر یاد ہونے چاہئیں۔ یہ تقریروں کا مجموعہ بنام ”انوار خلافت“ ۲۰ × ۲۶ کے ۱۸۴ صفحوں پر مشتمل ہے۔ دوسری تقریریں بھی بیش بہا معارف اور نکات کا مجموعہ ہیں۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔

قیمت دس آنے (۱۰/)

ملنے کا پتہ:۔ منیجر الفضل قادیان دارالامان

مولوی محمد احسن صاحب و مولوی محمد علی صاحب جواب دیں

حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سباب المسلم فسوق یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے جو شخص کسی مسلمان کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہے جن کا درحقیقت وہ مستحق نہیں تو وہ فاسق ہو جاتا ہے اس حدیث کے ماتحت ہم مولوی سید محمد احسن صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ آج سے چند ماہ پہلے جو انہوں نے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو فرعون اور دجال کہا تھا کیا تھا یہ فتویٰ انکا درست تھا یا غلط - آیا وہ واقعہ میں فرعون یا دجال ہیں یا نہیں اگر پہلے تھے اور اب نہیں تو آپ سے سوال ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد میں اس سال کونسی تبدیلی کی ہے کہ جس کے باعث وہ دجال و فرعون کے عہدہ سے الگ کیئے گئے ہیں فرعون و دجال آپ نے آخر ان کو کسی وجہ سے ہی بنایا ہوگا - وہ کیا وجہ تھی بتائیں تا معلوم ہو کہ اس وجہ کے دور ہو جانے کے باعث اب وہ فرعون و دجال نہیں رہے - فرعون تو آپ نے اس خط میں کہا ہے جو آپ نے اس شخص کو لکھا تھا جسے آپ آج تک فضل عمر کہتے ہیں - لیکن جس کا مقابلہ کرنے میں آپ نے کوئی کوتاہی نہیں کی اس خط میں آپ نے بقلم خود لڑکے سید محمد یعقوب تحریر کیا ہے :-

" یہاں پر آل فرعون لاہوریوں کی نسبت والد صاحب (مولوی سید محمد احسن صاحب - راقم اشتہار) کی طرف سے لکھتا ہوں

خارجاً معلوم ہوا کہ اس رسالہ القول الفصل کو (جس رسالہ میں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور آپ کو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق حقیقی قرار دیا گیا ہے راقم اشتہار) **ایک شیطان** نے یہ کہا ہے کہ مصنف رسالہ شریر ہے کذاب چالباز ہے - میں سارے پردے اس کے کھول دونگا یہ فعل تو اس کا ایک ادنی ہے اس کا تو وہی حال ہے جو **فرعون** کا تھا وقال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد قال فرعون ما اریکم الا ما اری وما اھدیکم الا سبیل الرشاد انشاء اللہ اگر بالآخر توبہ نہ کی تو غرق طوفان ضلالت میں ہو جائیگا آمین"

اور دجال کا حوالہ خود خواجہ کمال الدین صاحب کی کتاب "اندرونی اختلاف سلسلہ" میں ہے جس میں وہ لکھتے ہیں " اب سید محمد احسن صاحب ہم کو مکذب و دجال کہتے ہیں" اسی طرح آپ کی تقریر جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۱۰ء مطبوعہ اخبار بدر ۲۶ - جنوری سنہ ۱۹۱۱ء میں یہ عبارت درج ہے :-

" اب کوئی شخص انہیں معمولی سمجھے اور کہے یہ تو کل کے بچہ ہیں (خلیفہ ثانی کو راقم اشتہار) ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں اور کھیلتے کودتے پھرتے تھے تو یاد رہے کہ یہ فرعونی خیالات ہیں چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین بھائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے کیونکہ فرعون کا برا انجام ہوا تھا جو تم کو معلوم ہے"

ان تینوں حوالہ جات سے ثابت ہے کہ آپ نے **القول الفصل** پر چڑنے والے اور اس کا جواب لکھنے کا ارادہ ظاہر کرنے والے کو (جس میں **اسمہ احمد** کا مسئلہ بھی درج ہے) فرعون اور شیطان قرار دیا ہے - خواجہ اور اس کے ساتھیوں کو دجال کہا ہے اور حضرت میاں صاحب کو بچہ کہنے والا اور ان کو حضرت مسیح موعود کا نشان نہ تسلیم کرنے والے کو فرعون کہا ہے (اور یہ آواز اسی عمارت سے اٹھتی ہے جس میں کہ آپ آجکل ٹھیرے ہوئے ہیں اور انہی لوگوں کو مد نظر رکھ کر آپ نے یہ الفاظ کہے تھے راقم اشتہار)

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اس وقت ان لوگوں کے کون سے عقیدے تھے جن کے باعث آپ نے ان کو فرعون شیطان اور دجال کہا تھا اور اب ان کے عقائد میں کیا تبدیلی آگئی ہے کہ آپ ان سے جا کر بغل گیر ہو گئے ہیں -

اگر آپ کہیں کہ وہ لوگ حقیقتاً فرعون و دجال نہیں بلکہ غصہ میں میں نے ان لوگوں کو فرعون و دجال کہا تھا تو پھر ہمارا یہ سوال ہے کہ سباب المسلم فسوق مسلمان کو گالی دینا فسق ہے والی حدیث کے مطابق آپ پر کیا فتویٰ لگنا چاہیئے - اسی طرح بخاری کی کتاب الایمان میں جو عبداللہ بن عمر سے حدیث آئی ہے کہ اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً و من

کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر چار باتیں ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک پائی جائے اس میں ایک خصلت نفاق کی ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو وہ خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب معاہدہ کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑے تو گالیاں دے ۔ اگر آپ نے بلا وجہ ان لوگوں کو فرعون و دجّال کہا تھا حالانکہ وہ ایسے نہ تھے تو آپ پر اس حدیث کے مطابق کیا فتویٰ لگایا جائے ۔ اگر آپ کہیں کہ یہ پہلے ایسے تھے اب نہیں رہے تو پھر آپ کو یہ بتانا چاہیئے کہ پہلے ان میں کیا بات تھی جو اب نہیں رہی ۔ کیا جس وقت آپ ان لوگوں پر یہ فتوے لگاتے تھے اُس وقت ان کے یہی عقائد نہ تھے جو اب ہیں؟ اگر تھے تو اِس وقت آپ کا انکے ساتھ ملنا کسی دینی غرض کے ماتحت نہیں ہو سکتا کیونکہ انہی عقائد والوں کو آپ فرعون و دجّال کہہ چکے ہیں اور اگر یہ عقائد نہیں تھے تو اس کا ثبوت دیں کہ اب ان لوگوں کے عقائد میں کیا تبدیلی ہو گئی ہے ؟

آپ کا اپنا فتویٰ واپس لینے کی ایک یہ صورت بھی ہے کہ آپ یہ اعلان کریں کہ ان لوگوں کے تو وہی عقیدے ہیں جو اُس وقت تھے لیکن میرے عقیدے بدل گئے ہیں پہلے میں اس قسم کے عقیدے والوں کو فرعون شیطان اور دجّال خیال کرتا تھا ۔ اب ان کو مومن و صالح اور بزرگ خیال کرتا ہوں لیکن اس صورت میں آپ کو اپنے عقائد میں تبدیلی تسلیم کرنی پڑے گی ۔ اور ماننا پڑے گا کہ اب میں نے اپنا عقیدہ بدل لیا ہے ۔ اور ہم جانتے ہیں کہ یہ اقرار آپ کے لئے موت سے زیادہ مکروہ ہے ۔ لیکن ان صورتوں کے سوا اور کوئی صورت آپ کے بچاؤ کی ہے بھی نہیں ۔ کیونکہ اگر نہ ان لوگوں نے عقیدہ بدلا ہے نہ آپ نے ۔ اور پھر بھی آپ ان لوگوں کو دجّال و فرعون کہتے رہے ہیں تو سباب المسلم فسوق اور کانت فیہ خصلۃ من النفاق کے فتویٰ کے نیچے آپ آتے ہیں کیونکہ بلا تحقیق آپ ان بے گناہوں کو فرعون اور دجّال بناتے رہے ۔ لیکن ہم تو یقین رکھتے ہیں کہ آپ اس فتویٰ کے نیچے نہیں آتے کیونکہ اصل بات یہی ہے کہ آپ نے اپنے عقائد تبدیل کیئے ہیں گو اس بات کا اظہار آپ اپنے دعوائے علمیت کے خلاف سمجھتے ہیں ؛

ہمارا یہ سوال مولوی محمد علیصاحب سے بھی ہے کہ وہ بتائیں کہ کیا وہ مولوی صاحب کے اس فتویٰ کو قبول کرتے ہیں یا نہیں اگر قبول کرتے ہیں تو اس کا اعلان کریں کہ میں اور میری جماعت پہلے ایسی ہی تھی لیکن اب ایسی نہیں رہی اور ساتھ ہی وجہ بتائیں کہ اب کس تبدیلی کے باعث ایسی نہیں رہی ۔ اور نہیں تو بتائیں کہ مذکورہ بالا حدیثوں کے ماتحت مولوی سید محمد احسن صاحب کو وہ کیا سمجھتے ہیں اگر مولوی صاحب کے فتویٰ میں جو الفاظ انکے اور انکے ہم مشربوں کے متعلق استعمال ہوئے ہیں وہ انکے مصداق نہیں ہیں تو پھر انہیں وہ الفاظ جو حدیث میں وارد ہوئے ہیں مولویصاحب پر چسپاں کرنے پڑینگے اور یہ بھی بتانا ہوگا کہ مولوی صاحب جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کی زبان ہیں اور ان کا فیصلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تو کیوں انکے اس فتویٰ کو تسلیم نہ کیا جائے ۔ کیا مولوی سید محمد احسن صاحب کے وہی فیصلے قابل قبول ہیں جو آپکے مؤید اور ہمارے مخالف ہیں اور کیوں جبکہ فرشتہ ایک بات میں غلطی کر سکتا ہے تو دوسری میں نہیں کر سکتا (گو فرشتہ حضرت مسیح موعود نے مولوی محمد احسن صاحب کو کبھی نہیں کہا)

اسی طرح مولوی محمد علیصاحب یہ بھی بتائیں کہ انکی طرف سے مولوی سید محمد احسن صاحب کی نسبت جو کچھ اس صلح سے پہلے شائع ہو چکا ہے وہ راست تھا یا غلط ۔ کیونکہ مولوی سید محمد احسن صاحب تو کہتے ہیں کہ انکے عقیدے ہمیشہ یہی رہے ہیں اگر ان عقائد پر وہ ننگے ہو گئے تھے تو اب انہی عقائد پر وہ فرشتہ کیونکر بن گئے اور اگر ان عقائد والا ننگا ہوتا ہے تو کیوں خود مولوی محمد علی صاحب اور انکے رفقاء انہی عقائد کے رکھنے پر ننگے نہ سمجھے جائیں اگر کہیں کہ بلا تحقیق ہم مولوی صاحب کو برا بھلا کہتے تھے تو پھر حدیث مذکورہ بالا کے مطابق ان کا کیا فتویٰ ہے اور اگر کہیں کہ نہیں مولویصاحب نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے تو پھر مولویصاحب کی صداقت پر حرف آتا ہے جو ہمیشہ سے ایک ہی عقیدہ پر قائم رہنے کے مدعی ہیں ؛

سیکرٹری انجمن ترقی اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مجازی احمدؐ ہی بشارت اسمہ احمد کا مصداق ہے

یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کا ظہور یوں تو ہر روز قادیان دارالامان میں ہوتا رہتا ہے مگر اس آیت الٰہی کی خاص تجلّی کا وقت دسمبر کا آخری ہفتہ ہے سنۃ اللہ کے مطابق مخالفت کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ اس نشان کی اور بھی شان بڑھے اسلئے جب سے مسیح موعود عم کی بعثت ہوئی تب سے یصدون عن سبیل اللہ کی کاروائی کرنے والے اٹھتے رہے اور ناکامی و نامرادی کی ذلّت پاکر بیٹھتے رہے اب چند سالوں سے اور مخالفین تو تھک کر بیٹھ گئے ہیں مگر ہم ہی میں سے چند نااہل ان کے قائم مقام کھڑے ہوگئے ہیں اب وہ دامے درمے قدمے قلمے یصدون کل مرصد کی تفسیر کر رہے ہیں کیونکہ جلسہ کے ایام قریب ہیں خلافت ثانیہ کے قیام کے بعد پہلے سال خواجہ صاحب کی شیوہ بیانی کا بُت کھڑا کیا گیا اور اشتہار پر اشتہار دیئے گئے ٹریکٹ پر ٹریکٹ شائع کئے گئے کہ آؤ اختلافات سلسلہ پر تقریر ہوگی جو بہت دلپذیر ہوگی یہ ہوگا وہ ہوگا مگر الحمدللہ کہ حاضری چند سو ہی رہی پھر وہی کبر و انانیت کا پُتلا آتشبازی کے چکر کے مانند تمام ہندوستان میں پھرا اشباعین معززین سے ان کے گھروں پر جاجاکر ملا۔ سوا اپنے آپ کو جلانے اور تمناؤں کو خاکستر کر دینے کے کچھ بھی نہ ہاتھ آیا دوسرے سال صدائے انا خیر منہ النبوۃ فی الاسلام کے ذریعہ بلند کی گئی مگر وہ جو اسوقت اشاعت توحید و وحدت فی الجماعت کے لئے آدم اول کا مظہر ہے۔ اسکی نصرت و تائید اس رنگ میں ظاہر ہوئی کہ اسکے جواب کی بھی ضرورت نہ رہی اور کوئی اس پھندے میں نہ پھنسا اور نہ پھسلایا جاکر ایمان کامل کی جنّت سے نکلا

اب یہ تیسرا سال ہے جب ایک طرف کسی کے تقدس کو پیش کیا جارہا ہے اور دوسرے طرف چپکے چپکے ٹریکٹوں کی اشاعت ہو رہی ہے ان میں سے ایک وہ ٹریکٹ ہے جو بعنوان حقیقی اور مجازی احمد باہر تقسیم کیا گیا ہے اور ایک پٹیالوی دوست کے ذریعہ آج ہمیں وصول ہوا ہے۔ جس میں کچھ تو ان باتوں کا اعادہ ہے جنکا جواب حضرت خلیفہ برحق نہایت بسط سے دے چکے ہیں (دیکھو الفضل نمبر ۴۳-۴۴ جلد ۴) مثلاً یہ کہ میاں صاحب اس بات کا ثبوت دیں کہ آنحضرت صلعم کے آنے سے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور آپکا اسم مبارک احمد نہ تھا حالانکہ بارہا انوار خلافت سے اصل چیلنج کے الفاظ نقل کرکے بتایا جاچکا ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی کا دعویٰ جس پر انعام مقرر ہے یہ ہے کہ مسیح موعود اس پیشگوئی کے مصداق ہیں اور جو نشانات احمد کے لئے مذکور فی القرآن ہیں وہ حضرت مرزا صاحب پر ہی صادق آتے ہیں پس انہی دو باتوں کا ثبوت آپکے ذمہ ہے یہ کہ آنحضرت کا نام احمد نہ تھا اور آپ پر پیشگوئی پوری نہیں ہوئی یہ نفی ہے اور نفی و انکار کے دلائل کو ان علم مناظرہ سے ناواقفوں کو کون سمجھائے کہ بوقت مناظرہ نفی کرنے والے کے ذمہ نہیں ہوا کرتے اسی طرح لکھا ہے کہ مبایعین سے فیصلہ کرنیوالے ہیں (محمد علی) انتخاب کرینگا اسکے جواب میں بتایا گیا تھا کہ فیصلہ کرنیکے لئے اہلیت درکار ہے اور اسکے لئے صرف عقیدت ہی کافی نہیں بلکہ معاملہ فہمی اور کسی بات سے فوری طور پر متاثر نہ ہوجانا درکار ہے پس مولوی محمد علی صاحب کو کوئی حق نہیں کہ وہ ہمارے گروہ میں سے آدمیوں کا انتخاب کریں ہم اپنے آدمی خود انتخاب کرینگے وہ اپنے آدمی خود انتخاب کرینگے حضرت علی و امیر معاویہ کی نظیر موجود ہے اس سیدھی سادی بات میں کئی پیچ نکالے جاتے ہیں اور اخیر میں تحفہ گولڑویہ سے ایک حوالہ آگے پیچھے سے کاٹ دیا ہے جسمیں یہ فقرہ ہے کہ **مہدی معہود جس کا نام مجازی طور پر احمد ہے** اور لکھا ہے کہ پس مسیح موعود مجازی احمد ہیں اسکے لئے جاننا چاہیئے کہ تمام عبارت حضرت اقدس کی یہ ہے :- تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۰

عرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلّی تھا یعنے یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلّی اسم احمدؐ ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اور اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اسوقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہوکر اپنی جمالی تجلّی ظاہر فرمائے گا یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی یعنے یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ ان کی ہمیشہ سے عادت ہے۔ شور مچایا تھا۔ حالانکہ اگر اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیر و زبر ہوجاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر تک نوبت پہنچاتی ہے لہٰذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں (۱) ایک بعث محمدی جو جلالی رنگ میں ہے۔ اور ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم (۲) دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی کھلی

مماثلت ہی اسلئے خداتعالےٰ نے بلاواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ میں مبعوث فرمایا۔ لیکن چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسیٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی اس لیئے خداتعالےٰ نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلادیا۔ پس درحقیقت مہدی اور مسیح ہونے کے دونوں جوہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود تھے۔ خداتعالےٰ سے کامل ہدایت پانے کی وجہ سے جس میں کسی استاد کا انسانوں میں سے احسان نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل مہدی تھے“

اس عبارت کے بعض فقرات توجہ کے لئے میں نے موٹے کرا دیئے ہیں اور مفصلہ ذیل نتائج اس سے نکلتے ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعث اول ہزار پنجم میں ہوا۔ اور بعث دوم ہزار ششم میں۔

۲۔ جیسا مومن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت کے دو بعث ہیں ایک بعث محمدی اور دوسرا بعث احمدی۔

۳۔ پہلے بعث کی نسبت بحوالہ توراۃ یہ آیت ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ دوسرے بعث کی نسبت بحوالہ انجیل یہ آیت ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

۴۔ پہلا بعث بلاواسطہ آنحضرت صلعم کی ذات میں پورا ہوا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ سے آپ کو کھلی کھلی مماثلت تھی۔

دوسرا بعث آپ پر بلاواسطہ پورا نہیں ہوا۔ بلکہ وہ پوشیدہ مماثلت ایک بروز کے ذریعہ کامل طور پر ظاہر ہوئی اور اس پر آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد صادق آئی۔

۵۔ توراۃ کی پیشگوئی ہزار پنجم میں خود محمد رسول اللہ کی ذات بابرکات پر بلاواسطہ پوری ہوئی۔

۶۔ انجیل کی پیشگوئی (اسمہ احمد) ہزار ششم میں بلاواسطہ پوری نہیں ہوئی بلکہ مسیح موعود کی ذات پر پوری ہوئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حاشیہ پر لکھتے ہیں

یہ ایک بھید یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث دوم میں تجلی اعظم جو اکمل و اتم ہے وہ صرف اسم احمد کی تجلی ہے۔ کیونکہ بعث دوم آخر ہزار ششم میں ہے × × اسلئے اگرچہ یہ بات حق ہے کہ اس بعث دوم میں بھی اسم محمد کی تجلی ہے جو جلالی تجلی ہے اور جمالی تجلی کے ساتھ شامل ہے۔ مگر وہ جلالی تجلی بھی روحانی طور پر ہوکر جمالی رنگ کے مشابہ ہوگئی۔ اسی وجہ سے اس کتاب میں بار بار کہا گیا ہے کہ ہزار ششم فقط اسم احمد کا مظہر اتم ہے جو جمالی تجلی کو چاہتا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صفت احمدیت اگرچہ پوشیدہ طور پر موجود تھی مگر اسکی اکمل و اتم تجلی مسیح موعود پر ہوئی اور وہی مجرد احمد ہوکر بہ طبق پیشگوئی (مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) آخری زمانے میں ظاہر ہوئی چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

آیت ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اسکا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۱)

یعنے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آخری زمانہ ہے نہ کہ پہلا زمانہ یعنی ہزار پنجم نہیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے بلکہ ہزار ششم جب مسیح موعود مبعوث ہوئے۔ تو ان واقعات کی موجودگی میں ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہزار پنجم میں پوری ہوگئی جبکہ خود حضرت اقدس بڑی تصریح سے فرماتے ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی ہزار ششم میں پوری ہوئی اور مسیح موعود کی ذات سے پوری ہوئی۔ اسی پر اس اسم کی اکمل و اتم تجلی ہوئی۔ چنانچہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء اسی تحفہ گولڑویہ میں صفحہ ۹۴ تا ۱۰۰ بڑے زور سے اپنا احمد ہونا بیان فرماتے ہیں:۔

خدا نے اپنے اسم اعظم کا ایک شخص کو مظہر بنایا۔ اور اسکو ایک حالت فنا عطا کرکے اپنی طرف رجوع دیا تا حقیقی عبادت کے رنگ میں المعبود کے ساتھ اسکا تعلق ہو اور اسکا نام احمد رکھا × × × × پس جس طرح اللہ کا نام جامع صفات کاملہ ہے اسی طرح احمد کا نام جامع تمام معارف بنجاتا ہے اور جس طرح اللہ کا نام خدا کے لئے اسم اعظم ہے اسی طرح احمد کا نام نوع انسان میں سے اس انسان کا اسم اعظم ہے۔ جس کو آسمان پر یہ نام عطا ہو۔ اور اس سے بڑھکر انسان کے لئے اور کوئی نام نہیں × × × جب خداتعالےٰ کی طرف سے زمین پر ایک تجلی عظمیٰ ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے صفات کاملہ کے کنز مخفی کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تو زمین پر ایک انسان کا ظہور ہوتا ہے جس کو احمد کے نام سے آسمان پر پکارتے ہیں × × ایسا ہی آخری زمانے کے لئے مقدر تھا کہ ایک طرف شیطانی قوٰی کا کمال درجہ پر ظہور اور بروز ہو۔ اور شیطان کا اسم اعظم زمین پر ظاہر ہو اور پھر اسکے مقابل پر وہ اسم ظاہر ہو جو خداتعالےٰ کے اسم اعظم کا ظل ہے یعنے احمد اور اس آخری کشتی کی تاریخ ہزار ششم کا آخری حصہ مقرر کیا گیا۔

آپ اس عبارت کو غور سے پڑھیں اسمیں (۱) احمد کی شان بتائی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ (۲) احمد کون ہے اور یہ کہ (۳) اسکے ظہور کا وقت کیا ہے اسے پڑھکر ہر مومن کو جو مسیح موعود پر ایمان لایا۔ ماننا پڑتا ہے کہ آیت ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق حقیقی مسیح موعود ہی ہوئے اور انہی کے ظہور سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ کیونکہ وہ نشانات آپ ہی کی ذات پر صادق آتے ہیں جو احمد کے لئے قرآن مجید میں آئے اور وہ کام آپ ہی نے کیا جو احمد کے لئے مقرر تھا

یعنی شیطان کی آخری کشتی اور وہ وقت آپ ہی نے پایا جو احمد کے لئے مقرر تھا یعنی ہزار ششم۔ اور جیسا کہ آسمان پر آپ کا اسم احمدؐ تھا۔ اسی طرح زمین پر بھی احمد آپ ہی کا نام تھا آپ نے جب شان احمدیت میں صفت احمد کی تجلی اعظم و اکمل و اتم طور پر پا کر ظہور فرمایا تو ہمیں حکم دیا کہ میرے ہاتھ پر بیعت کرو اور میری تعلیم پر چلو کہ اسی میں تمہاری نجات ہے۔ اور ارشاد کیا کہ کہو آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اعلان کر دیا کہ

؎ احمد آخر زمان نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

باقی رہا آپ کا آنحضرت صلعم کے مقابل میں مجازی یا ظلی احمد ہونا سو یہ بالکل صحیح ہے اور یہ مسئلہ ویسا ہی ہے جیسے نبوت کا اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود کی خاص اصطلاحیں ہیں۔ دیکھو نبوت کس چیز کو کہتے ہیں "کثرت مکالمہ مخاطبہ و کثرت ظہور امور غیبیہ" جس میں یہ حقیقت پائی جائے گی اور خدا تعالےٰ اسے یا ایہا النبی کر کے پکارے گا وہ نبی ہوگا۔ اسی حقیقت کی وجہ سے اگلے انبیاء علیہم السلام نبی کہلائے اور اسی حقیقت نے سیدنا محمد مصطفےٰ کو نبی بنایا اور یہی حقیقت جب حضرت مرزا صاحب میں متحقق ہوئی تو وہ شریعت اسلام کی اصطلاح میں نبی قرار پائے مگر چونکہ سیدنا محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین ہیں اور قیامت تک خالق و مخلوق کے درمیان وہی واسطہ و شفیع و چشمہ فیضان الٰہی ہیں اسلئے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت مسیح موعود بذاتہ کچھ چیز نہیں۔ آپ نے جو کچھ پایا اسی سرکار سے پایا۔ اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے مسیح موعود نے تین لفظ رکھے۔ مجاز۔ ظل۔ بروز پس باوجود حقیقی نبوت کے یعنی باعتبار نفس نبوت و حقوق نبوت کے دیگر انبیاء کی نبوت اور حضرت صاحب کی نبوت میں کچھ فرق نہیں حضرت مرزا صاحب کی نبوت مجازی نبوت ہے ظلی نبوت۔ بروزی نبوت ہے اسی طرح گو احمد مسیح موعود کا نام ہے جو تقاضات احمد کے لئے ہیں۔ وہ بھی آپ ہی کی ذات پر پوری ہوئے جو کام احمد کا ہے وہ بھی آپ ہی نے کیا۔ جو وقت احمد کے ظہور کا ہے وہ بھی آپ ہی کو ملا اور اس طرح ومبشراً برسول والی پیشگوئی بھی آپ ہی پر پوری ہوئی۔ مگر باوجود اسکے احمد کی صفت یعنے وہ چیز جو انسان کو آسمان پر احمد کا نام دلاتی ہے اور جس نے یہ سب کام کرایا اور آپ کو نشانات پیشگوئی کا مصداق بنایا۔ وہ چیز آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین و امام النبیین کے واسطہ اور طفیل سے ملی اسلئے آپ (مسیح موعود) ظلی احمد ہیں۔ بروزی احمد ہیں۔ مجازی احمد ہیں۔ کیونکہ وہ آفتاب حقیقت جس سے یہ بدر نبوت فیض لے رہا ہے اگر اپنے اندر احمدیت کا نور نہ رکھتا تو یقیناً یقیناً آپ احمد نہ ہوتے اور نہ اس پیشگوئی کے مصداق بنتے۔ پس اصل احمد آنحضرت صلعم ہیں اور ظل مسیح موعود۔ حقیقی احمد آنحضرت صلعم ہیں اور مجاز مسیح موعود مگر باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی اور اصلی احمد ہونے کے نہیں کہہ سکتے کہ پیشگوئی ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ہزار نہم میں پوری ہوگئی کیونکہ وہ اسکے پورا ہونیکا وقت نہ تھا بلکہ ہزار ششم تھا جیسے آنحضرت صلعم عیسےٰ بھی تھے کیونکہ آپ سب انبیاء کے کمالات رکھتے تھے لیکن باوجود اسکے نہیں کہہ سکتے کہ مسیح موعود کی جو خبر دیگئی تھی وہ آپ کے آنے سے پوری ہوگئی بلکہ حضرت مسیح موعود کے آنے سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

اسی طرح جیسا کہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۶ پر حضرت اقدس نے لکھا ہے "حقیقی اور کامل مہدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے" مگر مہدی کی پیشگوئی آنحضرت صلعم کی ذات پر پوری نہیں ہوئی جس کی خبر تمام انبیاء ع دیتے آئے تھے بلکہ حضرت مرزا صاحب کے وجود و ظہور سے پوری ہوئی۔ ایسے ہی احمد کی پیشگوئی حضرت عیسےٰ نے کی اور صفت احمدیت آنحضرت صلعم میں موجود تھی۔ مگر یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کے وجود پر پوری نہ ہوئی۔ بلکہ جیسا کہ ازل سے قرار پا چکا تھا بعثت دوم احمدی میں جو ہزار ششم پر ہونا تھا حضرت مرزا صاحب کے وجود سے پوری ہوئی آنحضرت صلعم کا نام بیشک احمد تھا مگر آپ کی والدہ نے آپکا یہ نام نہیں رکھا آپ کے صحابہ کرام بھی اس نام سے آپکو نہیں پکارتے تھے آپ نے خود بھی دعوی نہیں فرمایا کہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ہوں۔ خدا نے بھی آپ کو یا احمد کر کے نہیں پکارا۔ ہاں آپ احمد تھے تو اسلئے کہ خدا کے سچے پرستار تھے اور اسکے فضل و رحم کے شکر گذار تھے (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷) چونکہ یہی معنے یسوع کے ہیں اور حضرت عیسےٰ سے مخفی و پوشیدہ مماثلت آنحضرت صلعم کو تھی اسلئے کامل طور پر اس مماثلت کو ظاہر کرنے کیلئے آخری زمانے میں بر طبق پیشگوئی وہ آیا جس کا نام والدین نے احمد رکھا۔ جس کے صحابہ اسکا نام احمد ہونے کا اپنی سب سے پہلی صحبت (بیعت) میں اقرار کرتے تھے جس کو خدا نے یا احمد جعلت مرسلا کر کے پکارا جس نے دعوی کیا کہ میں اس پیشگوئی اسمہ احمد کا مصداق ہوں پس حقیقی احمد بھی وہی تھا۔ ہاں چونکہ وہ اپنے متبوع (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی طفیل خدا کا سچا پرستار اور اسکے فضل و رحم کا شکر گذار یعنی احمد بنا اسلئے اس کے مقابل وہ ظلی احمد ہے اور بروزی احمد ہے اور مجازی احمد ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ط

(الحکم)

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی سے ایک حوالہ کی درخواست

جناب مولوی صاحب! آپنے ۲۷ ستمبر کے پیغام میں منجملہ ذیل الفاظ رقم فرمائے ہیں "اس شخص کی بات ماننے کے قابل ہے جس کا ساختہ پرداختہ حضرت یعنی منظور فرما گئے ہیں اور جنکو فرشتہ ہونیکا خطاب دیا تھا جن کا علم و فضل مسلم ہے یا اس شخص کا جس نے اور علوم کی جو تحقیق کی ہوگی اس سے تو ہمیں سروکار نہیں حضرت صاحب کی کتابوں سے بھی قطعاً ناواقف ہے اور اسکی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ نہایت تحقیر کے ساتھ وہ حضرت صاحب کی تحریرات کا ذکر کرتا ہے مثلاً حضرت صاحب تو فرماتے ہیں:-

کہ جبکہ آنحضرت صلعم بشکم آمنہ عفیفہ میں تھے تب فرشتہ نے ظاہر ہو کر کہا کہ اے آمنہ تو بیٹا جنیگی اسکا نام احمد رکھنا۔ اور میاں صاحب فرماتے ہیں آپکی والدہ نے ہرگز آپکا نام احمد نہیں رکھا یہ بات کسی کی بنائی ہوئی ہے میاں صاحب غور کیجئے کس کی بنائی ہوئی بات ہے۔ مسیح موعود کی؟"

میں درخواست کرتا ہوں کہ جناب مہربانی فرما کر حضرت اقدس ع کی اس عبارت کا جو اوپر آپنے لکھی (کہ اے آمنہ تو بیٹا جنیگی اسکا نام احمد رکھنا) حوالہ بتائیں کہ وہ کس کتاب یا رسالہ میں ہے اگرچہ مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ مولوی صاحب کی توجہ آجکل انعام کی طرف بہت ہے وہ شاید پہلے کچھ روپیہ طلب فرمائینگے یا کوئی اور شرط لگا بیٹھینگے مگر میں امید رکھتا ہوں کہ آپ محض دین کی خاطر حوالہ بتا دینگے اور علماء امیر تہ کی طرح نہ کرینگے جنہوں نے ایک حدیث رسول اللہ صلعم روپیہ کے لئے چھپا رکھی حضرت اقدس نے اگر ایسا لکھا ہے اور اسکے خلاف حضرت اقدس نے نہیں فرمایا تو کم از کم یہ خاکسار مان لیگا کہ آپکی والدہ کو فرشتوں نے احمد نام رکھنے کی ہدایت کی (المکس)

مسئلہ نبوت

مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ مبایعین کا عقیدہ ہے حضرت مسیح موعود ویسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کہتے ہیں بیشک یہ بات صحیح ہے اور حضرت اقدس نے بار ہا اپنی کتابوں میں یہ رقم فرمایا۔ اور اولیاء کی جماعت سے اپنے آپ کو ممتاز کر کے زمرۂ انبیاء میں بتایا چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر فرماتے ہیں

جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے اور وہ شرط انمیں پائی نہیں جاتی۔

سوال یہ ہے کہ کثرت امور غیبیہ اور کثرت وحی کس امر میں شرط ہے؟ آیا لغوی محدثیت والی نبوت میں؟ تو پھر دوسرے اولیاء اور صلحاء اسمیں کیوں شامل نہیں۔ اور وہ کیوں اس نام (لغوی نبی۔ محدث ہونے کے) مستحق نہیں کیونکہ بقول آپ کے دوسرے مجددین بھی لغوی نبی اور محدث ہیں اور اگر اسمیں شرط ہے۔ میں "اسمیں" سے مراد شرعی اصطلاح والی نبوت ہے۔ تو پھر مسیح موعود یقیناً زمرہ انبیاء میں داخل ہوئے کیونکہ اس قسم کی شریعت اسلام کی اصطلاح والی نبوت میں جو شرط ہے وہ مسیح موعود میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے۔

۲۔ پھر مولوی محمد علی صاحب نے لکھا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں دربارۂ انکار نبوت منسوخ ہیں۔

اسکا جواب سن لو کہ ہم وہی کہتے ہیں کہ جو حضرت اقدس ؑ نے ایک غلطی کے ازالہ میں اعلان فرمایا جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسکا نام پا کر اسکے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا سو اب بھی ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ (صفحہ ۴)

پس سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جہاں جہاں آپ نے نبوت سے انکار کیا ہے اسکے یہ معنی نہیں کہ آپ نبی ہیں ہی نہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ آپ صاحب شریعت نبی نہیں اور براہ راست نبی نہیں۔

۳۔ باقی رہا یہ سوال کہ جو صاحب شریعت نہیں یا براہ راست نہیں وہ زمرہ انبیاء میں داخل ہی نہیں ہو سکتا اور فی الحقیقت نبی نہیں کہلا سکتا اسکے لئے براہین حصہ پنجم کی مفصلہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو صفحہ ۱۳۸

نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔

اس حوالہ کی نسبت غیر مبایعین کی طرف سے جواب دیا جاتا ہے کہ یہاں لغوی نبی کی تعریف کی ہے اور نبی کے لغوی معنے بیان کئے ہیں ذرا غور فرمائیے کہ حضرت اقدس ؑ فرماتے ہیں کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگر لے آئے تو کچھ حرج بھی نہیں بلکہ اچھی بات ہے تو کیا جو اصحاب اسے لغوی نبی کی تعریف قرار دیتے ہیں اس سے انکا یہ عقیدہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر کوئی ملہم و مامور من اللہ شریعت بھی لے آئے تو بھی وہ فی الواقعہ نبی نہیں ہو سکتا۔ میں وضاحت کے لئے پھر لکھتا ہوں غیر مبایعین کے نزدیک گویا حضرت صاحب فرماتے ہیں۔

لغوی نبی وہ ہے جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پاتے والا ہو۔ اور شریعت کا لانا اسکے لئے ضروری نہیں یعنی ضروری نہیں اگر لے آئے تو حرج بھی نہیں۔ اب آپ اسپر غور کریں کہ آیا یہ صحیح ہے کہ ایک مامور من اللہ شریعت بھی لائے اور پھر بھی وہ غیر نبی ہی رہے جب یہ صحیح نہیں تو معلوم ہوا کہ یہاں لغوی نبی کی تعریف نہیں کی۔ بلکہ شریعت اسلام کے مطابق فی الحقیقت نبی کی تعریف کی ہے پس جب یہ تعریف حضرت اقدس پر صادق آتی ہے تو آپ نبی ہوئے۔

مسئلہ کفر

جب حضرت مسیح موعود نبی ثابت ہو گئے ایسے ہی نبی جیسے دوسرے انبیاء علیہم السلام تو پھر ان کے بھی وہی حقوق ہیں جو دوسرے انبیاء کے ہیں ان کے نہ ماننے والے بھی اسی فتویٰ کے نیچے ہیں جس فتویٰ کے نیچے دوسرے انبیاء میں سے کسی نبی کو نہ ماننے والے آتے ہیں۔ پس مسئلہ کفر کوئی مستقل مسئلہ نہیں کہ اسپر الگ بحث کیجائے بلکہ وہ ثبوت نبوت پر موقوف ہے اسلئے ہماری خلاف جو لوگوں کے جذبات کو یہ کہکر بھڑکایا جاتا ہے کہ دیکھو جی تمام جہان کے مسلمان کافر ہو گئے یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ تو یہ کسی نیک نیتی پر مبنی نہیں اسمیں ہمارا کچھ قصور نہیں ہمارا فرض حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دینا ہے باقی جو نتائج اس پر مرتب ہوتے ہیں وہ اگر تمہیں برے معلوم ہوتے ہیں تو جاؤ پہلے اسلام سے ارتداد کا اعلان کرو پھر ہم سے جواب لو کسی نبی کے انکار سے کافر ہو جانیکا فتویٰ حضرت مرزا محمود احمد صاحب نے اپنی طرف سے نہیں دیا یہ اصول شریعت اسلام کا ہے اگر اسمیں کچھ برائی ہے اگر یہ تنگدلی ہے تو تمہارا الزام دراصل اس مقدس ذات پر ہے جو شریعت اسلام لائی ہاں اگر تم یہ ثبوت دے سکو کہ شریعت اسلام میں یہ مسئلہ نہیں کہ کسی نبی کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو پھر ہم جواب دینگے۔

باقی یہ کہنا کہ حضرت صاحب لکھتے ہیں جو میرے نام سے بیخبر ہیں وہ کافر نہیں اور تم مبایعین کہتے ہو "ہیں" بالکل غلط ہے حضرت اقدس فرماتے ہیں وہ ایسے کافر نہیں جو دوزخ میں پڑیں دیکھو صفحہ ۱۷۸۔ آپ کا عقیدہ تمام رسولوں کے بارے میں یہی ہے دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند سوالات

۱- مولوی سید محمد احسن صاحب اور ان کے پیامی احباب نے کئی بار لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی سید محمد احسن کو فرشتہ کہا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ بات محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیئے شائع کی جاری ہے ورنہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہرگز مولوی محمد احسن کو کبھی بھی فرشتہ نہیں کیا۔ اگر یہ سچ ہے تو پیامیوں اور ان کے تسکار مولوی محمد احسن کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب کی تحریر پیش کریں جس میں حضرت صاحب نے انکو فرشتہ فرمایا ہے۔ اور ہم تحدی کرتے ہیں کہ وہ ہرگز ایسا ثابت نہیں کر سکینگے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی محمد احسن صاحب کو فرشتہ کہا ہے بلکہ یہ افواہ محض عوام کو مغالطہ میں ڈالنے کے لیئے پھیلائی جا رہی ہے ٭

۲- پیامی کہتے ہیں کہ مولوی محمد احسن فرشتہ مسیح موعودؑ ہیں اور ان کے جو عقائد ہیں وہی صحیح ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مولوی محمد احسن کے کونسے عقائد صحیح ہیں آیا وہ جو پہلے تھے یا جو آجکل ہیں کیونکہ آج سے پہلے ان کے عقائد میں یہ بات تھی کہ خواجہ دجال ہے اور علیٰ ہذا مولوی محمد علی فاسق۔ جیسے خواجہ صاحب اور محمد علی نے اپنی تحریروں میں بھی مانا ہے۔ اور آجکل کہتے ہیں کہ خواجہ و محمد علی دجال و فاسق نہیں۔ اگر کہا جاوے کہ آجکل کے جو عقائد ہیں وہ درست ہیں تو سوال ہے کہ کیوں اور کس وجہ سے؟ اور اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے عقائد ان کے غلط تھے اور موجودہ صحیح۔ کیوں نہ پہلے عقائد کو صحیح سمجھا جاوے اور پچھلے عقائد کو غلط۔ اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ مولوی صاحب کے پہلے عقائد ہی غلط تھے اور موجودہ صحیح ہیں تو سوال یہ ہے کہ کیا فرشتہ ہونے کی شان کے یہ منافی ہے یا نہیں کہ وہ باوجود فرشتہ ہونے کے بھی غلط عقائد رکھتا ہو اگر منافی ہے تو سید محمد احسن فرشتہ نہ رہے اور اگر منافی نہیں اور فرشتے بھی غلط عقائد رکھ سکتے ہیں تو یہ دلیل کس غرض سے پیش کی جاتی ہے کہ مولوی محمد احسن چونکہ فرشتہ ہیں اور آجکل وہ پیامی عقائد کے پابند ہیں اس لیئے ثابت ہوا کہ پیامی حق پر ہیں۔ کیوں نہ یہ کہا جاوے کہ پیامی عقائد غلط ہیں کیونکہ مولوی محمد احسن ان پیامیوں کو بوجہ انکے عقائد باطلہ کے دجال و فاسق وغیرہ وغیرہ پہلے کہہ چکے ہیں۔ اور جو عقائد خلیفہ ثانی کے ہیں وہ حق ہیں کیونکہ سید محمد احسن انکی تصدیق کر چکے ہیں اور اسقدر عرصہ تک خلیفہ ثانی کی بیعت میں رہ چکے ہیں ٭

۳- مولوی محمد علی کہتے ہیں کہ خلیفہ ثانی کی خلافت باطل ہے اور مولوی محمد احسن شہادت دے چکے ہیں کہ انکو پاس خلافت ثانیہ کی حقانیت پر ہزار دلیل موجود ہے۔ اب سوال یہ ہے اس مسئلہ میں مولوی محمد علی غلطی پر ہیں یا سید محمد احسن۔ اگر مولوی محمد علی غلطی پر ہیں اور محمد احسن درستی پر۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مولوی محمد علی۔ اس امر میں فرشتہ کی شہادت کو قبول کر کے خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل نہیں ہوتے اور اگر مولوی محمد علی صاحب اس فرشتہ کو اس شہادت حقہ میں غلطی پر سمجھتے ہیں تو سوال ہے کہ پھر کس منہ سے مولوی محمد علی لکھتے ہیں اور تمام احمدیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ مولوی محمد احسن کے عقائد کی پیروی کرو۔ کیونکہ وہ مسیح موعودؑ کے فرشتہ ہیں جبکہ وہ خود اس فرشتہ کی بات کی ایک رتی بھر بھی پرواہ نہیں کرتے ٭

۴- مولوی محمد علی کا عقیدہ ہے کہ مرید کا عقیدہ پیر کے خلاف نہیں ہونا چاہیئے اور جو مرید پیر کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ منافق ہے اور مولوی محمد احسن کی نسبت مولوی محمد علی اور خود مولوی محمد احسن اپنی نسبت شائع کر چکے ہیں کہ مولوی محمد احسن باوجود مرید ہونے کے حضرت خلیفہ ثانی سے عقائد میں اختلاف رکھتے ہیں۔ جسکا صاف یہ منشاء ہے کہ مولوی محمد احسن کے نزدیک مرید اور پیر کا عقائد میں اختلاف رکھنا جائز ہے اور باوجود اختلاف کے مرید۔ پیر کی مریدی میں داخل رہ سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ میں مولوی محمد علی کا عقیدہ صحیح ہے یا مولوی محمد احسن کا۔ اگر مولوی محمد احسن کا عقیدہ صحیح ہے تو مولوی محمد علی اپنے پہلے شائع کردہ غلط عقیدہ سے رجوع کا اعلان کیوں نہیں کرتے اور اگر مولوی محمد علی کا عقیدہ صحیح ہے تو پھر بتلایا جاوے کہ مولوی محمد علی کے نزدیک مولوی محمد احسن منافق ہوئے یا نہیں کہ جو باوجود اسقدر اختلاف عقائد کے خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہیں۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مولوی محمد احسن فرشتہ ہیں جیسے کہ پیغام بلڈنگ سے آجکل یہ آواز گونجائی جا رہی ہے تو کیا فرشتہ بھی منافق ہو سکتا ہے ٭

۵- اگر یہ صحیح ہے کہ مولوی محمد احسن فرشتے ہیں اور جو بیعت انہوں نے خلیفہ ثانی کی کی ہوئی ہے وہ ان کے فرشتہ ہونے کے منافی نہیں ہے تو سوال ہوتا ہے کہ خلافت کے معاملہ میں فرشتوں کے خلاف مسلک رکھنے والا کون ہوا؟ یہ ظاہر ہے کہ ابلیس تھا۔ اور اس اصول کے مطابق پیامی اصحاب جب مدت سے مولوی محمد احسن کے نزدیک ابلیس ہو چکے ہیں تو اب مولوی محمد احسن بتائیں آجکل وہ کس زمرہ میں شامل ہیں ٭

۶- اگر یہ اصول صحیح ہے کہ مولوی محمد احسن جس فریق کی طرف ہوں وہ حق پر ہوگا تو سوال ہوتا ہے کہ جبتک مولوی محمد احسن فتنہ باغیہ لاہوریہ کے مخالف تھے اور انکے عقائد کے دشمن تھے اسوقت تک لاہوری پارٹی کے عقائد باطل تھے یا نہیں؟ اگر باطل تھے تو بتایا جاوے آج وہی عقائد باطلہ عقائد حقہ کیونکر ہو سکتے ہیں ٭

۷- مولوی محمد علی اور پیامی پارٹی کے دوسرے ممبر ایک مولوی محمد احسن کو بہت سی گالیاں دیتے رہے ہیں اور اب کہتے ہیں کہ مولوی محمد احسن فرشتہ ہیں سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی مولوی محمد احسن فرشتہ تھے یا نہیں۔ اگر فرشتہ نہ تھے تو بتایا جاوے یہ قلب ماہیت کیونکر ہو گیا کہ احمدیہ بلڈنگس میں پہنچتے ہی مولوی محمد احسن فرشتہ بنگئے حالانکہ پہلے فرشتہ نہ تھے اور اگر پہلے بھی فرشتہ تھے تو مولوی محمد علی اور انکے رفقاء بتائیں کہ اس فرشتہ کی اتنی مدت تک کیوں مخالفت کرتے رہے ہیں ٭

۸۔ مولوی محمد احسن صاحب اپنی تحریروں، تقریروں اور اپنی پرانی ذہبی تالیفات میں بڑے زور سے لکھ چکے ہیں۔ اور لکھ رہے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب ہی امام مجدد مصلح موعود ہیں۔ اور مولوی محمد علی اس سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مصلح موعود اگر آیا بھی تو کئی صدیوں کے بعد آئیگا اس وقت نہ مصلح موعود آسکتا ہے۔ اور نہ اسے آنا چاہیئے۔ اب تلایا جاوے کہ مصلح موعود کے متعلق مولوی محمد علی حق پر ہے یا محمد احسن۔ اگر محمد احسن بوجہ فرشتہ ہونے کے حق پر ہے تو پھر مولوی محمد علی اپنی غلطی سے توبہ کر کے کیوں شایع نہیں کرتا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں۔ اور اگر اسبارہ میں مولوی محمد علی حق پر ہے۔ تو مولوی محمد علی کے اس قول کے کیا معنے ہونگے کہ جو مذہب محمد احسن کا ہے وہی صحیح ہے ۔

۹۔ مولوی محمد احسن نے اپنی کتاب القول المجدد فی تفسیر اسمہ احمد میں لکھا ہے کہ جو اسماء مقدسہ الہام و کشوف کے ذریعہ منجانب اللہ کسی شخص کے رکھے جاتے ہیں۔ ان کے معانی اور اوصاف ابد الآباد تک قائم و دائم رہتے ہیں۔ اور ان میں کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ ادھر مولوی محمد احسن کو یہ بھی مسلم ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی کا جو نام محمود احمد اور فضل عمر ہے یہ بھی الہامی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مولوی محمد احسن کے نزدیک تو ان الہامی ناموں کے لحاظ سے خلیفہ ثانی میں کوئی ایسی بات پیدا ہونی نہیں چاہیئے۔ جو آپ کے ناموں کے معانی کے خلاف ہو برخلاف اسکے مولوی محمد علی کا یہ اعتقاد ہے کہ خلیفہ ثانی محمود نہیں بلکہ مذموم ہیں۔ اب بتایا جاوے کہ اسبارہ میں مولوی محمد احسن کا مذہب درست ہے یا مولوی محمد علی کا۔ اگر محمد علی کا مذہب درست ہے، تو محمد احسن کا باطل ہونا ظاہر ہو گیا۔ اور اگر محمد احسن حق پر ہے تو مولوی محمد علی اپنے خیالات سے کیوں توبہ نہیں کرتا؟

۱۰۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی تمام کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ احمد نام اسم جمالی ہے اور محمد جلالی۔ اسکے برخلاف مولوی محمد احسن نے اپنے تازہ رسالہ القول المجدد میں یہ لکھا ہے کہ احمد اسم جلالی ہے اور محمد اسم جمالی۔ اب مولوی محمد علی سے سوال ہے۔ کہ اس مسئلہ میں حضرت مسیح موعود سچے ہیں یا محمد احسن۔ اگر کہو کہ محمد احسن سچے ہیں تو تمکو کہنا پڑیگا کہ مسیح موعود نے غلط کہا ہے۔ اور اگر کہو کہ مسیح موعود نے حق لکھا ہے تو تم کو ماننا چاہیئے کہ محمد احسن کا مذہب مسیح موعود کے مذہب کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہے۔ اور جو شخص مسیح موعود کے مخالف کہتا ہے۔ وہ احمدی کیسا؟

۱۱۔ مولوی سید محمد احسن نے حال ہی میں رسالہ القول المجدد فی تفسیر اسمہ احمد پیامی پارٹی کی تائید میں لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے مسئلہ کفر و اسلام غیر احمدیاں کے متعلق وہی مسلک اختیار کیا ہے جو مولوی محمد علی امیر پیام کا ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ تبدیلی عقیدہ مثل مولوی محمد علی کے سید احسن نے اب کی ہے۔ اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ مولوی سید احسن آج سے کئی سال پیشتر بذریعہ اپنے خط مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء اسی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مسئلہ کفر و اسلام میں خلیفہ ثانی کے ساتھ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ میری رائے ناقص میں کفر و کافر کی بحث میں آپنے تبلیغ کامل کر دی ہے۔“ اب سوال یہ ہے، کہ اگر مولوی محمد احسن فرشتہ ہیں تو انکا پہلا عقیدہ صحیح تھا یا موجودہ؟ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مولوی محمد علی کے نزدیک مسئلہ کفر و اسلام میں خلیفہ ثانی کا جو عقیدہ ہے، وہ سراسر خلاف اسلام ہے۔ اب بتایا جاوے۔ کہ مولوی محمد احسن جو آج سے پہلے کئی سال مسئلہ کفر و اسلام میں خلیفہ ثانی کے ساتھ اتفاق ظاہر کر چکے ہیں تو وہ اسوقت فرشتہ تھے یا نہیں؟ اگر فرشتہ تھے تو معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی کا عقیدہ دربارہ کفر و اسلام موجب مسلمات اہل پیام صحیح ہوا۔ اور اگر فرشتہ ہو کر اسوقت سید احسن غلط عقیدہ کے حامی رہ چکے ہیں تو یہ کہنا کیونکر صحیح ہے کہ سید احسن کا جو عقیدہ ہوگا۔ قابل تسلیم ہے ۔

۱۲۔ واقفکار اصحاب کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ پیامی فتنہ حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں بھی کئی بار مختلف شکلوں میں نمودار ہوا تھا۔ اور پھر دب جاتا رہا ہے۔ اس فتنہ کے متعلق سید احسن اپنے خط ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء میں لکھ چکے ہیں کہ یہ فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ الفتنۃ اشد من القتل کا مصداق ہے۔ اور افسوس پر افسوس یہ ہے، کہ اس کے رفع کے لئے ابھی تک کوئی قائم نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ ع مردے از غیب برون آید و کاری بکند“ اب سوال یہ ہے کہ سید احسن اگر فرشتہ ہے تو امیر پیام اور اسکے رفقاء تو اس فرشتہ کی پہلی شہادت سے شریر اور مفسد قرار پا چکے ہیں۔ اب احمدیوں کو کیوں دعوت دیجاتی ہے کہ مفسدوں کے ساتھ اگر شامل ہو جائیں۔ ہاں سید احسن بھی عجیب فرشتہ ہے کہ خود ہی ابلیس کا شکار ہو گیا اور مفسدوں کے گروہ میں جاملا ۔

۱۳۔ مولوی محمد احسن نے اپنے بعض خطوط میں جو اخبار پیام لاہور میں چھپے ہیں یہ ظاہر کیا ہے کہ جو رسالہ انہوں نے خلیفہ ثانی کے خلاف اسمہ احمد کے بارہ میں لکھا ہے، یہ رویاء صادقہ کی بنا پر لکھا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے پیامی فتنوں کے متعلق اپنے خط ۹ ستمبر ۱۹۱۱ء میں ظاہر کر چکے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ میرے ساتھ ایک عجیب معاملہ ہے کہ ان فتنوں کی خبر پیشتر سے بذریعہ فراست و القاء ربانی مجھکو معلوم ہو جاتی ہے“ اب سوال یہ ہے، کہ مولوی محمد احسن کے شیطانی رویا کونسے ہیں اور رحمانی کونسے۔ اور ان دونوں قسم کے رویاء میں ما بہ الامتیاز کیا ہے۔ آیا پہلے خواب اس فرشتہ کے شیطانی ہیں یا جواب بتائے جاتے ہیں۔ دوسرا سوال یہ بھی ہے کہ آیا کسی فرشتہ کو شیطانی خواب و کشف بھی ہو سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایسا فرشتہ صرف ایک محمد احسن ہی ہے۔

۱۴۔ مولوی سید محمد احسن نے اخبار پیغام صلح میں غیر احمدی امام کے پیچھے ایک رنگ میں جواز نماز کا فتویٰ دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے تحفہ گولڑویہ وغیرہ میں ارقام فرمایا ہے کہ غیر احمدی امام کے پیچھے احمدی کو نماز پڑھنی قطعی حرام ہے۔ اب سوال یہ ہے، کہ سید احسن کا فتویٰ اسبارہ میں صحیح ہے یا مسیح موعود کا۔ ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ سید احسن کس قسم کے فرشتہ ہیں جو اپنے ہادی اور مرشد کے بھی مخالف ہیں امید ہے، کہ مولوی محمد علی اپنی رائے ظاہر کرینگے کہ متبوع سچا ہے یا تابع ۔

۱۵۔ مسیح موعود نے غیر احمدیوں کو لڑکی دینا اور نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے، مولوی محمد علی اور سید احسن کہتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کے صرف وہی اقوال مانتے ہیں جو کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ سوال یہ ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینا اور مسیح موعود کا یہ فتویٰ کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے قرآن کریم کی کس آیت سے ثابت ہے۔ اور اگر قرآن و حدیث سے ثابت نہیں تو مسیح موعود نے یہ فتویٰ صحیح دیا ہے، یا غلط؟

۱۶۔ مولوی محمد علی اور سید احسن کو علم ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا مذہب مسائل نبوت مسیح موعود و کفر غیر احمدیاں میں خلیفہ اول کی زندگی سے ہی یہی چلا آتا ہے جو اب ہے۔ اب سوال یہ ہے، کہ باوجود ایسے عقائد کے کوئی شخص متقی اور پرہیز گار اور پاک نفس ہو سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں ہو سکتا تو بتایا جاوے جو مجلس شوریٰ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے مکان میں ہوئی تھی۔ اسمیں مولوی محمد علی صاحب نے میاں صاحب کیوں پاک نفس قرار دیا تھا۔ اور پھر مطابق الوصیت کے ان کو ایسا پاک نفس مانا تھا کہ وہ غیر احمدیوں سے بیعت لیا کریں ۔

دوسرے اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے یہ عقائد فی الواقع ایسے ہیں کہ انکی موجودگی میں کسی احمدی کو انکی بیعت کرنی جائز نہ تھی تو کیا وجہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو غیر احمدیوں کی بیعت لینے کے واسطے مجلس شوریٰ نے جس میں مولوی محمد علی پریزیڈنٹ تھے۔ مجاز کیا گیا ۔

۱۷۔ مولوی محمد احسن مانتے ہیں اور اپنی کتابوں میں شایع کر چکے ہیں کہ حضرت خلیفہ ثانی مصلح موعود ہیں اور یہ نام آپکا الہامی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو کام خلیفہ ثانی نے کئے ہیں وہ اصلاح کے ہیں یا فساد کے

...کو ونسی جیب کر۔ جو مولوی محمد احسن کو کشاں کشاں لاہور لیگئی ہے ۔ فضل الدین مختار عدالت کیمبلپور

خدا تعالیٰ سچا ہے یا مولوی محمد احسن امروہی

خدا کی قدرت مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو آج سے کچھ عرصہ پہلے قرآن کریم کی ہر ایک آیت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت کرنیکا دم مارا کرتے تھے آج آپکے الہامات اور وحی الٰہی کو ضعیف سے ضعیف روایات سے بھی گرا ہوا بنا رہے ہیں جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے لکھتے ہیں:۔

"حضرت کے الہامات سے حدیث بہرحال مقدم ہے خواہ وہ حدیث ضعیف کذا بیہ ہی ہو" (دیکھو مولوی محمد احسن کا مضمون "حدیث اور الہام مسیح موعود" مطبوعہ اخبار پیغام ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

پھر لکھتے ہیں:۔

"میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی اقوال و الہامات سے مقدم ہے۔ بشرطیکہ کتاب اللہ اور سنت صحیحہ سے مخالف نہ ہو یہ مذہب میرا اسلئے ہے کہ اول تو سلسلہ احمدیہ کے ثبوت حقیقت کا دار و مدار احادیث سے ہی ہوا ہے۔ اور قرآن مجید سے تو صرف استنباطات ہوتے ہیں نص کوئی موجود نہیں" (دیکھو اشتہار ضروری بر ٹائٹل رسالہ القول الممجد)

معلوم نہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب بظاہر حضرت مسیح موعود کو دعوئی وحی و الہام منجانب اللہ میں سچا کہتے ہوئے کس طرح آپکے الہامات اور وحی الٰہی کو ضعیف حدیثوں سے بھی گرا ہوا بتاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ صاف اور صریح الفاظ میں فرماتے رہیں کہ جو حدیث قرآن کریم کے مخالف ہو۔ یا میرے کسی الہام کے مخالف ہو۔ ایسے حدیث کو سمجھکر ردی میں پھینکو کیونکہ صحیح حدیث وہی ہو سکتی ہے جو نہ قرآن کریم کے مخالف ہو۔ اور نہ میرے کسی الہام کے مخالف۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

(۱) "میں جیسا قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۳)

(ب) "جو کچھ مجھ پر القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ میں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب پر یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں" (الاشتہار الانصار مطبوعہ ۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

(ج) "اگر نہایت ہی نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور ظن وہ ہے جس کیساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے پھر ایمان کی بنیاد محض ظن پر رکھنا اور خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو پس پشت ڈال دینا کونسی عقلمندی اور ایمانداری ہے" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۰)

(د) "وہ بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آسمان سے بھی اترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے تو ہم کبھی قبول نہ کرینگے اور اسکے منہ پر طمانچہ مارینگے اسکا جواب یہی ہے کہ ہاں حضرت آپکے وجود پر یہی امید ہے مگر ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اسکے ذرہ معنے تو کریں ہم تو ابتک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اسکو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کیلئے اسکا حکم قبول کیا جائے اور اسکا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے" (اعجاز احمدی صفحہ ۲۹)

(ھ) "مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا۔ آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کیجاتیں۔

یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں۔ اور یا محض حماقت سے اور ہم اسکے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوی کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوی کو کچھ حرج نہ پہنچتا" (اعجاز احمدی صفحہ ۳۰ و ۳۱)

ہم مولوی محمد احسن صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اگر آپ حضرت مسیح موعود کے الہامات اور وحی کو شیطانی الہام یا انسانی افترا نہیں سمجھتے بلکہ سچے دل سے انہیں خدا تعالےٰ کا کلام یقین کرتے ہیں تو پھر حدیث کو اس پر کس بنا پر مقدم کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ تقدیم و تاخیر کا سوال اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ان دونوں میں اختلاف اور تعارض ہو۔ اور جب ان دونوں میں تعارض اور تناقض پایا جائیگا تو دونوں میں سے ایک ہی صحیح ہوگی۔ اور دوسری بالضرور غلط اور نادرست ہوگی۔ پس یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ حضرت اقدس کے الہامات میں اور حدیث میں حقیقی طور پر کبھی تعارض ہو ہی نہیں سکتا ورنہ جب کبھی تعارض پایا جائے گا تو دونوں میں سے ایک کو ضرور غلط اور نادرست قرار دینا پڑیگا۔ پس ان دونوں میں سے جو غلطی اور کذب کی آمیزش سے بالکل مبرا اور پاک ہو۔ اور اسکا غلط ہونا ناممکن ہو۔ وہی مقدم ہوگا۔ اور دوسرا جسمیں غلطی کا واقع ہونا اور کذب کا دخل پانا ممکن ہو۔ وہ موخر ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ حضرت اقدس کے الہامات خدا تعالےٰ کا کلام اور اسکے منہ کی باتیں ہیں۔ خدا تعالےٰ کے کلام کا کذب ہونا ناممکن ہے اسلئے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ حضرت اقدس کے الہامات جھوٹے اور غلط ہوں۔ اور جب ہم بالمقابل حدیث کو دیکھتے ہیں تو اول تو خدا تعالےٰ کا کلام نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قل رب زدنی علما۔ اور قرآن کریم بھی جو تمام علوم حقہ کا سرچشمہ ہے آپ پہ تدریجاً نازل ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو تدریجی طور پر علم دیا گیا۔ اسلئے آپکے کسی قول میں غلطی کا واقع ہونا ناممکن نہیں۔ ثانیاً حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمعنی مروی ہیں:۔

جو اول تو وہ بالالتزام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی فرمائی ہوئی باتیں بالفاظہ الشریفہ نہیں۔ بلکہ جو کچھ آپ فرماتے تھے سننے والے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جو کچھ آپ سے سنکر سمجھتے اسے آگے روایت کر دیتے تھے۔ پس اس طرح اسمیں غلطی کا واقع ہو سکنا بالکل قرین قیاس ہے۔ بلکہ اسکی بہت سی مثالیں احادیث میں موجود ہیں۔

ثالثاً حدیث ہم تک چند در چند واسطوں سے پہنچی ہے جنمیں بکثرت ایسے راوی داخل ہیں۔ جنکی راستگوئی اور قوت حافظہ مشتبہ ہے اور اسی وجہ سے احادیث کے کئی مراتب قائم کئے گئے بلکہ بعض راوی تو ایسے کذاب تھے کہ انہوں نے سینکڑوں حدیثیں اپنے پاس سے گھڑ کر انہیں روایت کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے اس علم کو سخت نقصان پہنچا اور بہت موضوع حدیثیں اسمیں داخل ہو گئیں پس احادیث میں نہ صرف غلطی واقع ہونیکا احتمال ہے بلکہ انمیں بہت سی جھوٹی اور سراپا غلط روایتیں ملی ہوئی ہیں لیکن اس کے بالمقابل حضرت اقدس کے الہامات ہم تک خود ملہم صادق نے پہنچائے ہیں اور انمیں کوئی بھی موضوع اور ضعیف نہیں۔

رابعاً حضرت اقدس کے الہامات کو اللہ تعالیٰ نے خود حضور کے ہاتھوں سے محفوظ مصئون کرا دیا لیکن احادیث کی تدوین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زمانہ بعد میں ہوئی۔ غرض جس پہلو سے دیکھا جائے حضرت اقدس کے الہامات کے مقابلہ میں حدیث کو مقدم کہنا کمال درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ الہام خدا کا کلام ہے حدیث بشر کا کلام ہے الہام اللہ تعالےٰ کے اپنے الفاظ اور اس کے منہ کی باتیں ہیں جو بالفاظہ تعالےٰ ہم تک پہنچی ہیں اور حدیث روایت بالمعنی۔ الہام بلاواسطہ خود ملہم کے ذریعہ سے پہنچے اور حدیث کئی واسطوں سے الہامات کو ہم تک پہنچانے والے کو خدا تعالیٰ نے سچا بتایا اور سچا ثابت کیا ہے اور حدیث کے راویوں میں بڑے بڑے کذاب اور وضاع بھی تھے۔ اور جو صادق اور متقی راوی تھے۔ ان میں بھی حافظہ وغیرہ کی کئی کمزوریاں تھیں لاغیر ذالک من الوجوہ

پس جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ وحی و الہام منجانب اللہ میں سچا یقین کرتا ہو اور علم حدیث سے کچھ تھوڑی سی آگہی بھی رکھتا ہو۔ اور اسکے دماغ میں بھی کوئی فتور نہ ہو۔ وہ تو کبھی نہیں کہ سکتا کہ حدیث نہیں بلکہ ضعیف حدیث بھی حضرت اقدس کے الہامات پر مقدم ہے اب اس بات کا فیصلہ معزز ناظرین پر چھوڑا جاتا ہے کہ جناب مولوی صاحب میں ان تین باتوں میں سے کون کون سی بات پائی جاتی ہے بہر حال اگر خدا تعالیٰ سچا ہے (ومن اصدق من اللہ حدیثاً) تو مولوی محمد احسن صاحب اس بیان میں بالبداہت جھوٹے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں برے انجام سے بچائے۔

مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ادعائے باطل کے ثبوت میں زعم خود یہ دلیل پیش کی ہے کہ خود حضرت اقدس کا بھی یہ مذہب تھا اور اس بات کا ثبوت کہ حضرت اقدس کا بھی یہی مذہب تھا یہ دیا ہے۔ کہ "اگر حدیث ضعیف کذا کی حضرت کے نزدیک الہام سے مقدم ہوتی تو آپ احادیث کے ضعاف سے کس طرح استدلال و تمسک فرما سکتے تھے"۔ گویا مولوی محمد احسن کے نزدیک جس چیز سے کچھ استدلال و تمسک کیا جا سکتا ہے خواہ وہ کیسی ہی ضعیف کیوں نہ ہو بہر حال حضرت اقدس کے الہامات سے وہ مقدم ہے یعنے آپ کے الہامات ہرگز اس قابل نہیں کہ ان سے کبھی کچھ استدلال کیا جا سکے یا انہیں اس بات کے ثبوت میں پیش کیا جا سکے لیکن حدیث خواہ کیسی ہی ضعیف ہو۔ استدلال کیا جا سکتا ہے اسلئے حدیث خواہ کیسی ہی ضعیف کیوں نہ ہو حضرت اقدس کے الہامات سے مقدم ہے اس سے معزز ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اب مولوی محمد احسن صاحب حضرت اقدس کو دعویٰ وحی و الہام میں کس حد تک سچا مانتے ہیں اور یہ کہ ان کے نزدیک حضرت اقدس کے الہامات آیا واقعی خدا تعالیٰ کا کلام ہیں یا نعوذ باللہ مفتریات کا مجموعہ معلوم نہیں کہ ایسے خبیث اور گندے عقائد رکھکر مولوی صاحب کس منہ سے ابھی تک اپنے آپکو سلسلہ احمدیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا یہ بعینہ وہی چال نہیں جو ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد نے اختیار کی تھی یعنی ایک طرف تو حضرت اقدس کو امام الزمان اور مسیح موعود کہتا تھا اور ساتھ ہی آپ پر وہ گندے سے گندے اعتراضات کرتا تھا جو اس سے پہلے کسی غالی سے غالی نے بھی شاید ہی کئے ہوں۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب ہمارے اس بیان کو مبالغہ پر محمول کریں اور یہ خیال کریں کہ مولوی صاحب تو ابھی تک بظاہر حضرت اقدس کے الہامات کو غلط اور آپ کے دعوی الہام کو جھوٹا نہیں بتاتے۔ بلکہ اپنے آپ کو احمدی ظاہر کرتے ہیں پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ ایسی باتیں زبان دہن یا زبان قلم پر لا دیں۔ سو واضح ہو کہ ہم کسی کا دل چیر کر تو دیکھ نہیں سکتے کہ وہ اپنے دل میں کیا عقیدہ رکھتا ہے بہر حال اقوال یا افعال کے ذریعہ سے ہی اس بات کا علم ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب کے اقوال صاف طور پر ثابت کر رہے ہیں کہ یہ جو مولوی صاحب بظاہر اپنے آپ کو احمدیت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ یونہی ظاہر کی پردہ داری ہے۔ ورنہ دراصل آپ کے نزدیک حضرت اقدس کے الہامات جھوٹے اور غلط ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی دلیل مذکورۃ الصدر کی توجیہہ کرتے ہوئے حضرت اقدس کے الہامات کے مقابلہ میں ضعیف حدیث کی بابت لکھا ہے کہ "ضعیف حدیث کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ اسکا مضمون غلط ہی ہو۔ بلکہ غلط ہونا مضمون مندرجہ حدیث کا تو حدیث موضوع کو بھی لازم نہیں ہے"۔ یعنے ضعیف حدیث کا غلط ہونا ضروری نہیں ہے اسلئے وہ حضرت اقدس کے الہامات سے مقدم ہے۔

مولوی صاحب نے مغالطہ دہی کی غرض سے اپنے مضمون میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے ایسی حدیث کو حضرت کے الہام سے مقدم کہا ہے جو قرآن کے مخالف نہ ہو۔ سو یہ سراسر دھوکا ہے کیونکہ جو حدیث قرآن کریم کے مخالف ہو وہ تو ایک باطل اور جھوٹ ہے اسے حضرت اقدس کے الہامات پر مقدم نہ ہونیکے کیا معنے۔ اور ایسا کہنا تو الہام کے ساتھ گویا تمسخر کرنا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ سوال تو اس حدیث کے متعلق ہے جسے قرآن نہ سچا ثابت کرتا ہے نہ جھوٹا۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ۔

مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت

کیا واقعی مولوی محمد علی کے نزدیک فیصلہ کن ہے؟

آج ۲۱- دسمبر ۱۹۱۶ء کو مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا ایک ٹریکٹ بنام "ایک مژدہ" میری نظر گذرا۔ جس میں انہوں نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی نسبت لکھا ہے:-

۱- "آپکی شہادت کہ ہمارے صحیح عقائد کیا ہیں؟ ہمکو ویسے ہی یقینی نتیجہ تک پہنچا سکتی ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود سے ہم سن لیتے"۔ "مولنا مولوی سید محمد احسن صاحب کی شہادت بھی آج بھی ہی فیصلہ کن ہے"۔

۲- "ایسا شخص ممکن نہیں کہ غلط عقائد پر رہا ہو"۔

۳- "ہم میں حضرت مسیح موعود یا حضرت مولوی صاحب زندہ ہوتے تو کیسی آسانی سے ان اختلافات کا فیصلہ ہو جاتا"۔

۴- "ہم بیشک ان غالیانہ عقائد سے بیزار ہیں جو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے خلاف اب بنائے گئے ہیں"۔

یہ وہ باتیں ہیں جن پر مولوی محمد علی صاحب نے اپنی ٹریکٹ میں بہت زور دیا ہے۔ انکے متعلق چند امور طلب ہیں جو ہم نمبروار ذیل میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کی غرض اپنی ٹریکٹ سے خلق خدا کو دھوکہ دینا نہیں ہے تو وہ ضرور ان پر روشنی ڈالکر ان مغالطوں کو دور کرنے کی کوشش کرینگے جو انکے اس ٹریکٹ سے پیدا ہوتے ہیں:

۱- مولوی محمد احسن صاحب کی جس شہادت کو آپ اختلاف میں فیصلہ کن بتلاتے ہیں اگر آپکی یہ مراد ہے کہ ان اختلافی مسائل کے بارہ میں مولوی صاحب نے جو کچھ حضرت مسیح موعود سے سنا اور جو کچھ آپکی تحریرات سے انہوں نے سمجھا اسکے رو سے کس فریق کے عقائد درست ہیں۔ اگرچہ مولوی صاحب کے اپنی عقیدہ اور اپنی ذاتی تحقیق کے رو سے اس فریق کے عقائد غلط ہی ہوں۔ تو اسکے لیئے ضروری ہے کہ مولوی صاحب حلف موکد بدعائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ساتھ شہادت دیں تاکہ اگر انکی شہادت فیصلہ انکے اپنے عقائد کے مطابق ہو تو اس شبہ کی گنجایش باقی نہ ہو کہ انہوں نے سچی شہادت کو اپنے اعتقاد کے خلاف پاکر اسکی ادائیگی میں خیانت اور دروغ گوئی سے کام لیا۔ پس اگر مولوی صاحب اس طور پر حلفیہ شہادت دینے کے لیئے تیار ہوں تو آپ ان سے اس بات کا اپنے اخبار میں اعلان کرائیں۔ پس جب شرط کے مطابق حلفیہ موکد بدعائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین شہادت دینگے تو اللہ تعالیٰ آپ فیصلہ کریگا کہ انکی قسم سچی تھی یا جھوٹی۔ اور اگر اس شہادت سے آپکی مراد ہے کہ ان مسائل اختلافیہ کی بابت مولوی صاحب کے نزدیک کونسا عقیدہ درست اور صحیح ہے تو اسکے متعلق یہ امور غور طلب ہیں کہ

(۲) جب آپ لوگوں کے نزدیک حضرت اقدسؑ کے اقوال بلکہ الہامات بھی یقینی نتیجہ تک پہنچانیوالے نہیں ہیں بلکہ ادنیٰ درجہ کے ظنیات سے بھی نیچے گرے ہوئے ہیں (کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک ضعیف سے ضعیف حدیث بھی حضرت اقدسؑ کے الہامات و اقوال سے مقدم ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حدیث خواہ کیسی ہی صحیح کیوں نہ ہو جبتک تواتر کو نہ پہنچے اسوقت تک وہ مفید یقین نہیں ہو سکتی بلکہ مفید ظن ہوتی ہے اور تواتر کی تعریف یہ ہے کہ اس حدیث کی سند کے ہر ایک حصہ یعنی ہر طبقہ میں اسقدر کثیر التعداد راوی ہوں کہ اتنی بڑی تعداد کا کسی جھوٹی خبر پر مجتمع ہونا ناممکن ہو) اور اس وجہ سے خود حضورؑ کے منہ سے سنی ہوئی بات بھی آپکے نزدیک فیصلہ کن اور کسی صحیح نتیجہ تک پہنچانے والی نہیں ہو سکتی تو پھر آپ کا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت ہم کو اسی طرح یقینی صحیح نتیجہ تک پہنچا سکتی ہے جس طرح حضرت مسیح موعود کے منہ سے سنی ہوئی بات۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپکا یہ قول سراسر دھوکہ دہی پر مبنی ہے ورنہ درحقیقت نہ آپکے نزدیک حضرت اقدسؑ کی باتیں کسی یقینی صحیح نتیجہ تک پہنچا سکتی ہیں نہ مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت۔

(ب) جب خود مولوی محمد احسن صاحب کے نزدیک حضرت اقدسؑ کے الہامات اور اقوال ضعیف سے ضعیف حدیث کی نسبت بھی گرے ہوئے ہیں۔ اور انکا دعویٰ ہے۔ کہ اس بارے میں شروع سے میرا یہی عقیدہ ہے۔ تو حضرت اقدسؑ کی تعلیم کے متعلق (جو آپکے اقوال اور الہامات سے باہر نہیں ہے) مولوی صاحب کا کوئی فیصلہ کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ جو کچھ فیصلہ دینگے۔ اسکی بنا انکی اپنی ذاتی تحقیق پر ہوگی۔ نہ کہ حضرت اقدسؑ کی تعلیم پر۔ ہاں اگر آپ لوگوں کے نزدیک مولوی محمد احسن صاحب کی ذاتی تحقیقات حضرتؑ کی تعلیم پر حکم اور اس سے مقدم ہے۔ تو بیشک آپ کے لیئے انکی شہادت فیصلہ کن ہو سکتی ہے۔ لیکن اس صورت میں آپکے نزدیک حقیقی طور پر اماماً حکماً عدلاً کا مصداق مولوی محمد احسن صاحب ہی ہونگے۔ نہ کہ حضرت مرزا صاحبؑ۔ اور اگر آپکے نزدیک مولوی صاحب کے اقوال حضرت اقدسؑ کے اقوال و الہامات پر حاکم نہیں۔ تو پھر آپکا مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو فیصلہ کن اور یقینی نتیجہ تک پہنچانے والی قرار دینا کیا سراسر دھوکہ اور فریب نہیں۔

(ج) اگر مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت واقعی آپ لوگوں کے نزدیک یقینی نتیجہ تک پہنچانے والی اور فیصلہ کن ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کے جس انقلاب کا ذکر ۲۰ جون ۱۹۱۶ء کے پرچہ پیغام میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا تھا کہ "ہمیں خوشی ہے۔ کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محمد احسن صاحب جیسے بزرگ انسان کو ان مسائل پر لکھنے اور صحیح عقائد کے اظہار کی جرأت اور توفیق عطا فرمائی"۔ اس سے پہلے کی شہادتیں جو مولوی صاحب وقتاً فوقتاً دیتے رہے ہیں۔ وہ آپکے نزدیک فیصلہ کن نہیں ہیں۔ میں اسجگہ ان شہادتوں کا کچھ تھوڑا سا نمونہ پیش کرتا ہوں۔ پس اگر آپ انہیں فیصلہ کن اور یقینی تسلیم کرینگے۔ تو اس بات کو باور کرنے کی ایک وجہ پیدا ہو جائیگی۔ کہ آپکے نزدیک واقعی مولوی صاحب کی شہادتیں فیصلہ کن اور یقینی نتیجہ تک پہنچانے والی ہیں ورنہ صاف سمجھا جائیگا۔ کہ آپکا یہ قول سراسر دھوکہ پر مبنی ہے۔ جس سے مقصود مولوی محمد احسن صاحب کو بنانا اور خلق خدا کو دیدہ دانستہ گمراہ کرنا ہے۔

مولوی محمد احسن صاحب کی چند سابقہ شہادتیں بطور نمونہ

(۱) خواجہ کمال الدین صاحب اپنے لیکچر اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب کے صفحہ ۸۶ پر حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ

"اب سید محمد احسن صاحب ہم کو مکذب۔ دجال کہتے ہیں" اگر آپ کے نزدیک مولوی صاحب کے اقوال یقینی نتیجہ تک پہنچانیوالے ہیں۔ تو کیا حسب قول مولویصاحب کے آپ لوگوں کا مکذب و دجال ہونا یقینی ہے یا نہیں۔ اور کیا آپ لوگ اپنے آپکو دجال یعنی شیطان اور اکفر الکافرین ماننے کے لیئے تیار ہیں یا نہیں؟

(۲) مولویصاحب کے خط میں جو انہوں نے ۱۱۔ فروری ۱۹۱۵ء کو سیدنا حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور جس کا عکس ۸۔ اگست ۱۹۱۶ء کے الفضل میں چھپ چکا ہے آپ لوگوں کو آل فرعون قرار دیا گیا ہے۔ اور بالخصوص آپ کے (یعنی مولوی محمد علیصاحب) کا تو مولوی محمد احسن صاحب نے اسمیں **شیطان** اور **فرعون** نام رکھا ہے۔ پس کیا مولوی صاحب کی آپکے متعلق یہ شہادت آپکو مسلم اور آپکے نزدیک فیصلہ کن ہے۔ یا نہیں۔ اگر فیصلہ کن ہے۔ تو پہلے آپ اس بات کا اعلان کریں۔ کہ ہمارے متعلق مولویصاحب کی یہ شہادت فیصلہ کن اور صحیح ہے۔ ورنہ ثابت ہوگا۔ کہ آپ کا یہ کہنا کہ مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت فیصلہ کن اور یقینی نتیجہ تک پہنچانے والی ہے۔ سراسر دھوکہ پر مبنی ہے۔ اور اس سے آپکا مقصد ناحق خلق خدا کو ایک خطرناک مغالطہ دینا ہے۔

(۳) یہ بات آپ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور مولویصاحب کے انقلابی رسالے تک سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح والمہدیؑ خلیفہ ثانی کی خلافت کے معتقد اور اسکی حقیقت کے قائل ہیں۔ پس کیا آپ لوگوں کے نزدیک سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے متعلق جناب مولویصاحب کی یہ شہادت فیصلہ کن ہے یا نہیں اگر آپ اسے فیصلہ کن تسلیم کرتے ہیں۔ تو پہلے اس کا ہونا طریق پر اعتراف و اظہار کریں۔ ورنہ ثابت ہوگا۔ کہ آپ کا یہ قول سراسر دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔

(۴) مولویصاحب نہایت کھلے اور صاف الفاظ میں بیان کر چکے ہیں۔ کہ حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی درباره مصلح موعود سیدنا حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۰ء کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انہوں نے سیدنا حضرت اولوالعزم ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اپنی تقریر میں یہ الفاظ کہے:۔

"اور ان الہامات میں سے ایک یہ بھی الہام تھا کہ انا نبشرك بغلام مظہر الحق والعلا الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو مسیح موعودؑ کے بارے میں ہے کہ یتزوج و یولد له یعنی آپکے ہاں **ولد صالح عظیم الشان** پیدا ہوگا چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے۔ اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انہوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جسقدر معارف اور حقائق بیان کیئے ہیں وہ بے نظیر ہیں اب کوئی شخص انہیں معمولی سمجھے اور کہے یہ تو کل کے بچے ہیں ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں اور کھیلتے کودتے پھرتے تھے۔ تو یاد رہے کہ یہ فرعونی خیالات ہیں چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰؑ سے یہی کہا تھا الم نربك فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرك سنین وفعلت فعلتك التی فعلت وانت من الکافرین (کیا ہم نے بچپن میں تیری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر سے کئی سال یہاں نہیں رہا اور تو نے وہ کرتوت کیا جو کیا اور تو کفران نعمت کرنے والا ہے) میرے بھائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے کیونکہ فرعون کا برا انجام ہوا جو تم کو معلوم ہے"۔ (ضمیمہ اخبار بدر جلد ۱۰ نمبر ۱۳۔ بابت ۲۶۔ جنوری ۱۹۱۱ء)

کیا آپ لوگ صدق دل سے مولویصاحب کی اس شہادت کو فیصلہ کن اور یقینی تسلیم کرتے ہیں؟

(۵) مولوی صاحب نے فروری ۱۹۰۸ء کے پہلے جمعہ میں مسجد مبارک میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پر خطبہ جمعہ میں مندرجہ ذیل الفاظ کہے:۔

"اس سے پہلے جو الذین یبلغون رسالات اللہ۔ وارد تنزیل ہے اسمیں یبلغون سے جو استقبال کو بھی شامل ہے یہ امر ظاہر ہے کہ وحی و الہام کا سلسلہ خاتم الانبیاءؐ کے بعد بھی جاری رہے گا اور ابلغکم رسالات ربی کی بہت سی مثالیں دیکر بیان فرمایا کہ تبلیغ رسالات رسل کے لیئے مخصوص ہے پس آنحضرت صلعم کے بعد کسی رسول کا آنا ان کے ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ اسکے معنی یہ ہیں کہ تمام کمالات و مراتب نبوت اس ذات مبارک پر ختم ہوگئے اب کوئی درجہ باقی نہیں جو کسی اور کو دیا جائیگا اور انکو نہیں دیا گیا۔ مشکوٰۃ میں بھی ایک حدیث ہے کہ ثم تکون الخلافۃ علی منہاج النبوۃ جسمیں صاف اشارہ ہے کہ **خلیفہ آخری نبی ہوگا** پھر اسکے بعد سکوت فرمایا" (بدر ۱۳۔ فروری ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۶، ۵ صفحہ ۲)

اسکے بعد مولویصاحب نے اسی خطبہ میں آیت ولقد جاءکم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شك مما جاءکم به۔ حتیٰ اذا ھلك قلتم لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا پڑھکر یہ سمجھایا کہ:۔

"اس میں پیشگوئی تھی کہ امت محمدیہ بھی ایک وقت ایسا ہی کہیگی کہ اب تیرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا حالانکہ حق بات وہی ہے جو حضرت عائشہؓ کا مذہب ہے کہ قولوا انه خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ (یہ تو کہو کہ وہ خاتم النبیین ہے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ اسکے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا)" (اخبار بدر نمبر حوالہ مذکورہ بالا)

اسکے بعد مولوی صاحب نے اسی خطبہ میں یہ بھی کہا کہ

"قرآن مجید میں ہے ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئك مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصٰلحین۔ اب اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے صدیق شہید اور صالح ہوجانا تو سب مانتے ہیں مگر نبی ہونا کیوں ناممکن جانتے ہیں حالانکہ من النبیین اسی آیت میں مذکور ہے"۔

اس سے بڑھکر اس مسئلہ کے متعلق کیا تصریح ہو سکتی تھی۔ اسمیں مولویصاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے سامنے اس بات کا نہ صرف اقرار کیا بلکہ کئی ایک آیات قرآن کریم سے اسے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے بھی نبی مبعوث ہو سکتا ہے بلکہ اسکی بابت پیشگوئی ہے۔ اور یہ کہ اس سے مراد جزوی نبی یا ناقص نبی نہیں بلکہ ویسا ہی نبی مراد ہے جیسے پہلے آتے رہے کیونکہ جزوی اور ناقص نبی تو صدیق بھی ہوتا ہے لیکن وہ زمرۂ انبیاء میں سے نہیں ہوتا۔ اور اس جگہ النبیین صاف موجود ہے جو بتا رہا ہے کہ اس اُمت میں ایسا نبی آسکتا ہے جو زمرۂ انبیاءؑ میں داخل ہو یعنی فی الواقع نبی ہو۔ یہ مولوی محمد احسن صاحب کی وہ شہادت ہے جو انہوں نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں حضورؑ کے سامنے ادا کی۔ اب اگر اسکے برخلاف وہ کوئی شہادت دیں تو وہ کیونکر قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔

اب بتاؤ کہ کیا آپ لوگ مولوی محمد احسن صاحب کی اس شہادت کو قطعی اور فیصلہ کن ماننے کے لیئے تیار ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو معلوم ہوا کہ آپکا یہ کہنا کہ مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت ہمارے لیئے فیصلہ کن ہے محض ایک دھوکہ ہے جسکے ذریعہ آپ خلق خدا کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں ؛

(۶) سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جو تقریر فرمائی تھی اس میں آپنے مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بہت زور دیا تھا اسکے متعلق مولوی محمد احسن صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا کہ جو کچھ آپنے بیان فرمایا ہے بالکل جامع اور مانع ہے یعنی بالکل ٹھیک ٹھیک درست اور صحیح ہے جس میں ذرہ بھر بھی کمی بیشی نہیں ہے۔ کیا آپ لوگ مولویصاحب کے اس بیان اور اس شہادت کو فیصلہ اور یقینی نتیجہ تک پہنچانیوالی تسلیم کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ اسے تسلیم کرتے ہیں تو اسکی بابت اعلان کریں کہ ہم اسکے ساتھ صدق دل سے متفق ہیں ورنہ ثابت ہوگا کہ آپکا اب مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو فیصلہ کن ظاہر کرنا سراسر جھوٹ اور دھوکہ پہ مبنی ہے ؛

(۷) مولوی محمد احسن صاحب کے بھجوائے ہوئے ۱۱- فروری ۱۹۱۶ء کے خط میں جسکا ذکر اوپر آچکا ہے لکھا ہے کہ "رسالہ

القول فصل وما ھو بالھزل کو خاکسار

نے جناب والد صاحب کو سُنایا - دعاوی صادقہ اور مصدوقہ سنکر ایسے خوش ہوئے کہ عوارض لاحقہ متعلقہ پیری و دیگر امراض کو فراموش کر دیا اور کہنے لگے کہ الحمد للہ میں نے وہ وقت پا لیا کہ جس کا میں سالہا سال سے منتظر تھا"۔ پس کیا آپ مولوی محمد احسن صاحب کی اس شہادت کو فیصلہ کن مانتے ہیں یا نہیں۔ اگر آپ اسے فیصلہ کن مانتے ہیں تو اعلان کریں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنے رسالہ القول الفصل میں جو جو دعاوی پیش کیئے ہیں وہ سب درست ہیں اور ہم سچے دل سے ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز یہ کہ مولوی صاحب نے اپنے الفاظ "الحمد للہ میں نے وہ وقت پا لیا جس کا میں سالہا سال سے منتظر تھا"۔ میں جس پیشگوئی کی طرف اشارہ کر کے حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کو اسکا مصداق بیان کیا ہے ہم صدق دل سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اسکا مصداق یقین کرتے ہیں۔ اور اگر آپکے نزدیک مولویصاحب کی یہ شہادت فیصلہ کن نہیں تو معلوم ہوا کہ آپکا یہ کہنا کہ مولویصاحب کی شہادت فیصلہ کن ہے محض دھوکا اور مغالطہ پر مبنی ہے ؛

(۸) مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ۶- ستمبر ۱۹۱۱ء کے خط میں جو انہوں نے سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجا تھا حضور کے مضمون مسئلہ کفر و اسلام (جو زیر عنوان **مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے**) اپریل ۱۹۱۱ء کے رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان میں شائع ہوا تھا) کی طرف اشارہ کر کے لکھا تھا کہ "میری رائے ناقص میں کفر و کافر کی بحث میں آپنے تبلیغ کامل کر دی ہے اب آیندہ اس کی طرف بالکل توجہ نہ فرماویں لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم خاکسار تو ابتدا سے ایسے لوگوں کو (یعنی خواجہ صاحب جیسوں کو جنہوں نے حضور کے اس مضمون پر فتنہ برپا کرنیکی سعی کی تھی۔ ناقل) مخاطب ہی نہیں کرتا جو علوم دینی سے ایسے ناآشنا ہیں کہ قرآن مجید کے متن متین کو بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے"۔ کیا اسکے مطابق آپ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ "مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے" کے ساتھ اتفاق رکھتے اور غیر احمدیوں کو کافر مانتے ہیں۔ اگر نہیں تو معلوم ہوا کہ آپنے سراسر جھوٹ کے طور پر لکھدیا کہ ہم مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو فیصلہ کن اور یقینی نتیجہ تک پہنچانیوالی مانتے ہیں ؛

افسوس کہ آپ نے خوف خدا کو دل سے بالکل اٹھا کر ایسی باتوں کو بطور معیار اور فیصلہ کن پیش کر رہے اور دنیا میں انکی اشاعت کر رہے ہیں جنکو آپ خود سراسر باطل اور نادرست مانتے ہیں۔ کیا اسی اصول پر آپکی امارت کی بنیاد ہے۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو ؛ کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

(۹) جب خود آپ لوگ اس بات کے مدعی ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب کو ایک عرصہ دراز تک اپنے صحیح عقائد کے اظہار کی جرأت ہی نہ ہوئی اور نہ ہی ایک لمبی مدت تک اللہ کی طرف سے انہیں اس بات کی توفیق ملی کہ وہ اپنے صحیح عقائد کا اظہار کرتے جیسا کہ پیغام کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ "ہمیں خوشی ہے کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی محمد احسن صاحب جیسے بزرگ انسان کو ان مسائل پر لکھنے اور صحیح عقائد کے اظہار کی جرأت اور توفیق عطا فرمائی"، تو پھر کس دیانت و امانت کی بنا پر آپ ایسے شخص کے متعلق یہ الفاظ لکھنے کا حق رکھتے ہیں۔ کیا ایسے شخص کی بات قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔ تعجب ہے کہ ایک طرف تو آپ لوگ انہیں منافق ثابت کرتے ہیں اور دوسری طرف انکے اقوال کو وہ قدر و منزلت دیتے ہیں جو حضرت اقدسؑ کے الہامات کیلیئے بھی نہیں تسلیم کرتے ع۔ بریں عقل و دانش بباید گریست ؛

(۱۰) جب آپ لوگ اپنے اپنے اخبار پیغام میں مولوی محمد احسن کو کچا اور ننگا مولوی بتا چکے ہیں اور حضرت اقدسؑ کا ایک الہام ان پر چسپاں کر کے انہیں لباس تقوٰی سے عاری قرار دے چکے ہیں جیسا کہ پیغام جلد اوّل نمبر ۱۴۸ بابت ۳۰- جون ۱۹۱۴ء کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے:-

"سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔ اب مولوی ننگے ہو جاوینگے یہ الہام جس طرح ہمارے علماء کی حالت زار پر صادق آ رہا ہے وہ کسی

پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ روز بروز ایسے سامان پیدا کرتا جاتا ہے جس سے ان مولویوں کا ننگا پن بالکل آشکارا ہو رہا ہے۔ اسوقت سلسلہ احمدیہ میں سب سے بڑا مولوی جناب مولوی محمد احسن صاحب ہیں ان سے جب ایک امر کے متعلق حال ہی میں قادیان میں مشورہ طلب ہوا تو آپ نے فرمایا جامہ ندارم دامن از کجا آرم جو بعینہٖ مندرجہ بالا الہام کی صداقت پر دال ہے "

تو اب کیوں آپ ناحق خلق خدا کو دھوکہ دے رہے ہیں اور یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ گویا مولوی محمد احسن صاحب جو کچھ کہدیں وہی حق ہوگا۔ کیا روز جزا آپکو بالکل فراموش ہو گیا ہے یا اب اس سے ایمن ہو چکے ہو جو کچھ چاہو کہتے اور کرتے رہو تمہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ۔

(۵) جب ہماری طرف سے آپکے سامنے وہ حوالے پیش کئے جنمیں آپ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں رسالہ ریویو آف ریلیجز میں حضرت اقدسؑ کو زمرہ انبیاء میں سے یعنی فی الواقع نبی اور شرعی اصطلاح کے مطابق نبی اور رسول مان چکے تھے تو آپ نے اسکے جواب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں لکھا کہ "**میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں**" لیکن اب آپ اپنے اس قول کے خلاف مولوی محمد احسن صاحب کی شہادت کو فیصلہ کن اور یقینی نتیجہ تک پہنچانیوالی بتاتے ہیں۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولوی محمد احسن صاحب کے بیانوں کو سراسر دھوکہ دہی اور مغالطہ دہی کے طور پر فیصلہ کن قرار دے رہے ہیں اور نیز یہ کہ جو آپ نے یہ لکھا تھا کہ میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت **شرعی نہیں** اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ اپنی سابقہ تحریروں کو اپنے اوپر قطعی حجت ملزم پا چکے تھے اسلئے آپنے اپنا پیچھا چھڑانے کی غرض سے یہ عذر بنا کر دیا تھا کہ **میری یا زید یا بکر کی تحریر کوئی حجت شرعی نہیں**۔ گویا یہ کوئی دینی اور ایمانی معاملہ نہیں بلکہ مداری کی کھیل ہے اور آپکی "**غرض تو صرف اس ڈرامہ میں ایک پارٹ پلے کرنا ہے۔ جیسی ضرورت دیکھی کر دیا**"

۲۔ جو شخص خود تمہارے اپنے اقراروں اور بیانوں کے رو سے مدت دراز تک غلط عقائد کے ساتھ متفق رہا ہو اور ابتک کئی ایک ایسے عقائد رکھتا ہے جو تمہارے نزدیک غلط اور باطل ہیں اسکے متعلق تمہارا یہ کہنا کہ اسکا کبھی غلط عقائد پر قائم ہونا ممکن ہی نہیں کسقدر بعید از دیانت و امانت امر ہے۔ الا تتقون

۳۔ یہ بھی سراسر غلط بات ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ یا حضرت خلیفہ اول آج زندہ ہوتے تو تم انکے فیصلے ماننے کیلئے تیار تھے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلوں کی تمہارے نزدیک کچھ بھی قدر و منزلت ہوتی تو تم انہیں ضعیف حدیث سے بھی بڑھکر ساقط الاعتبار قرار دینے کے درپے نہ ہوتے۔ جب تمہارے نزدیک حضور کے موجودہ اقوال بلکہ آپکے الہامات کی بھی کچھ عزت و عظمت نہیں رکھتے تو تمہارا یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ اگر آج حضور زندہ موجود ہوتے تو جو بات آپ کہتے وہ ہمارے لیئے فیصلہ کن اور قطعی طور پر صحیح نتیجہ تک پہنچانیوالی ہوتی۔ اگر آپکے نزدیک حضرت اقدسؑ کے اقوال قطعی طور پر فیصلہ کن اور یقینی نتیجہ تک پہنچانیوالے ہوتے تو آپ کیوں حضورؑ کی بیسیوں کھلی کھلی تحریروں اور فیصلوں کے خلاف عقیدہ رکھتے اور رکھتے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیحؑ ناصری کی ولادت بغیر باپ کے نہ صرف قائل تھے بلکہ آپنے اسے اپنے اور اپنی جماعت کے عقائد میں سے بیان فرمایا ہے چنانچہ حضور اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھتے ہیں ومن عقائدنا ان عیسٰی و یحیٰی قد ولدا علیٰ طریق خرق العادۃ ..... فاول ما فعل لھذہ الارادۃ ھو خلق عیسٰی من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ" اور اسکے خلاف حضورؑ نے کبھی نہیں لکھا۔

لیکن آپ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوئے تھے۔ اگر حضرت اقدسؑ کے فیصلوں کی آپکے نزدیک کچھ بھی قدر ہوتی تو آپ حضرت اقدسؑ کے ایسے صریح فیصلہ کے خلاف کیوں عقیدہ رکھتے۔ اسی طرح حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رسالہ الوصیت میں صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے کہ "اس قبرستان کیلئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیہ کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں"۔ "خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں"۔ "بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گذریگا اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکیں گے"۔ لیکن اپنے ٹریکٹ "تبدیلئے عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" آپ اپنے فریق کے متعلق لکھتے ہیں کہ "انہوں نے قادیان کی خاطر حق کو چھوڑا نہ مقبرہ بہشتی میں جانے کے لیئے دوزخ کو مول لیا"۔ گویا حضرت اقدسؑ کا یہ الہامی دعویٰ مقبرہ بہشتی کے متعلق بالکل غلط ہے کہ اسمیں وہی لوگ دفن ہو سکیں گے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک بہشتی ہونگے اور انمیں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائیگا۔ کیا اس سے صاف اور صریح طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نہ صرف حضرت اقدسؑ کے اقوال اور حضورؑ کے فیصلوں کو ہیچ سمجھتے ہیں بلکہ حضور کے الہامات بھی آپکے نزدیک بالکل بے حقیقت ہیں۔ اگرچہ آپنے ایسے گندے خیالات کا اظہار ابھی کیا ہے لیکن درحقیقت حضورؑ کی زندگی میں بھی حضورؑ کے فیصلوں کی آپکے نزدیک کچھ وقعت نہ تھی اور اسوقت بھی آپ حضورؑ کے ارشادات **ما لا تھویٰ انفسکم** کے سامنے استکبر تم کا نمونہ ہی دکھایا کرتے تھے چنانچہ ایکدفعہ جب آپ (مولوی محمد علیصاحب) اور اپنی مولوی محمد احسن صاحب کے درمیان ایک امر کے متعلق نزاع ہو گیا اور حضورؑ نے فرمایا کہ آپ (مولوی محمد علیصاحب) غلطی پر ہیں آپکو مولوی محمد احسن صاحب سے معافی مانگنی چاہیئے تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ مجھے قادیان کو چھوڑ کر چلے جانا منظور ہے مگر مولوی محمد احسن صاحب سے معافی ہرگز نہیں مانگونگا۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ درحقیقت آپکے دل میں اسوقت بھی حضورؑ کے ارشادات کی کچھ وقعت نہ تھی۔ اسی طرح آپکا یہ کہنا بھی سراپا دروغ بے فروغ ہے کہ اگر حضرت مولوی صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ آج زندہ موجود ہوتے تو آسانی سے فیصلہ ہو جاتا کیونکہ ابھی دو مہینے

بھی نہیں گذرے کہ آپنے پیغام میں لکھا تھا کہ :۔

"میں خدا کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ مجھے ایک منٹ کے لیئے کبھی یہ خیال نہیں گذرا کہ مولوی صاحب انہی عقائد کے قائل ہیں جنکا اعلان آج میاں صاحب کر رہے ہیں ورنہ میں انکی بیعت سے فوراً الگ ہو جاتا" (دیکھو پیغام پرچہ ۲۴ ۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

اس عبارت میں آپنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر مولوی صاحب مرحوم میاں صاحب کے موجودہ عقائد کی حقیت کے قائل ہوتے تو میں انکی بات کبھی نہ مانتا بلکہ فی الفور انکی بیعت سے الگ ہو جاتا۔ کیا اس سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ دراصل حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی شہادتیں آپکے نزدیک پرِ پشہ کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتیں ۔ صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے آپنے یہ لکھدیا کہ اگر مولوی صاحب زندہ ہوتے تو آپکی شہادت ہمارے لیئے فیصلہ کن ہوتی ۔ اور وہاں حضرت صاحبزادہ صاحب کی عداوت کی وجہ سے بے ساختہ آپنے یہ کہدیا کہ اگر مولوی صاحب کی شہادت ہمارے خلاف اور میاں صاحب کے موافق ہوتی تو ہم اسے ہرگز قبول نہ کرتے ۔ خدا کی قدرت جو شہادت آپ اپنے موافق سمجھکر بطور معیار پیش کرتے ہیں اسی کے رو سے اللہ تعالیٰ آپکو ملزم ٹھہراتا ہے ۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یعنی حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت کے شروع ایام میں آپ لوگوں نے جناب سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی سے کہا کہ

"ہم سب کے لیئے حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت موجودہ حالات میں ضروری ہے تو آپ فرمائیں تاکہ ہم سب چلکر انکی بیعت کر لیں" (دیکھو پیغام جلد اول پرچہ ۲۱ ۔ مارچ ۱۹۱۴ء)

لیکن جب انہوں نے خود آکر حضور کی بیعت کر لی اور قولی اور فعلی دونوں رنگ میں آپ لوگوں کو آپکا اقرار یاد دلا کر حضور کی بیعت کی طرف بلایا تو آپنے کانہم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ کا نمونہ دکھا کر فرار اختیار کیا ۔ پس آپکا یہ کہنا کیونکر قابل اعتبار ہو سکتا ہے کہ اگر مولوی صاحب مرحوم زندہ ہوتے تو آپکی شہادت قطعی طور پر فیصلہ کن ہوتی ۔

۴ ۔ تیسری اور حیرت کا مقام ہے کہ تو خود آپنے عقائد تبدیل کئے ہیں جس کا کافی و شافی ثبوت رسالہ "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلئے عقائد" میں دیا جا چکا ہے اور الزام الٹا آپ سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضور کے مبائعین کو دیتے ہیں حالانکہ یہ بات بھی خود آپ ہی کی ایک سابقہ تحریر سے ثابت شدہ ہے کہ حضور مع جماعت کے عقائد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی بالکل وہی تھے جو آج ہیں ۔ اور اگر وہ ثبوت آپکے نزدیک کافی نہیں ہیں تو آپ سے ایک اور طریق سے اس بات کا نہایت آسانی کے ساتھ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ عقائد آپنے تبدیل کیئے ہیں یا سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ مؤکد بعذاب قسم کھا کر اس بات کا اعلان کریں کہ "میرزا صاحب کی زندگی میں بھی آپ کی وفات تک میرا یہی عقیدہ تھا کہ مرزا صاحب کو نبی ماننا نہ صرف اسلام کی بیخکنی ہے بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہ ماننا بڑی خطرناک راہ ہے" جیسا کہ آپ اب کہتے ہیں کہ :۔

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخکنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے ۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہو رہے ہو" (پیغام جلد ۲ نمبر ۱۱۹)

اور ساتھ ہی جو دلائل آپکی تبدیلئے عقائد کے ثبوت میں رسالہ مذکورہ میں دیئے گئے ہیں انکو تفصیل وار توڑ کر دکھائیں اور اسکے متعلق بھی قسم کھائیں کہ میرے نزدیک ان دلائل میں سے کسی دلیل سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ میں مرزا صاحب کی زندگی میں مرزا صاحب کو فی الواقع نبی مانتا تھا ۔ اگر آپ اس طور پر قسم کھائیں گے تو نہ صرف آپ تبدیلئے عقائد کے الزام سے بری ہو جائینگے بلکہ ساتھ ہی آپکو مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام بھی دیا جائیگا ۔

اسی طرح اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آپ کو نبی اور رسول نہیں مانتے تھے ۔ آپ کی وفات کے بعد اب آپکو نبی اور رسول ماننے لگے ہیں یا یہ کہ پہلے آپ کو اور کسی قسم کا نبی مانتے تھے ۔ اور اب کسی اور قسم کا نبی مانتے ہیں ۔ تو اس صورت میں بھی آپ کو ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا ۔ بشرطیکہ آپ اپنے اس دعویٰ اور اسکے دلائل کی حقیت کی بابت بھی مؤکد بعذاب قسم کھا کر اس کا اعلان کریں ۔ امید ہے کہ آپ اس طریق فیصلہ کو قبول کرنے میں پس و پیش نہیں کرینگے ۔ کیونکہ اس طرح سے نہ صرف آپ کا مطلوبہ فیصلہ آسانی کے ساتھ ہو جائیگا ۔ بلکہ ساتھ ہی آپ کو دو سو روپیہ نقد بطور انعام بھی ملیگا ۔ ہمارے آقا سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی حلفیہ شہادت کہ آپ حضرت اقدس کی زندگی میں بھی آپ کو اسی طرح نبی مانتے تھے ۔ جس طرح اب مانتے ہیں ۔ بہت عرصہ سے اخبار الفضل میں شائع ہو چکی ہوئی ہے ۔ اس فیصلہ میں ہم نے مسئلہ نبوت کو اس لئے پیش کیا ہے کہ آپ خود اپنے رسالہ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" کے شروع میں لکھ چکے ہیں کہ "جسقدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں" پس جب اس کا فیصلہ ہو جائیگا ۔ تو باقی مسائل خود بخود طے ہو جائینگے ۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ٹریکٹ کے آخر میں اس بات کا دعویٰ کرتے ہوئے کہ میاں صاحب نے اب نئے عقائد گھڑ لئے ہیں ۔ جو حضرت اقدس کی تعلیم کے خلاف اور غالیانہ ہیں اور ہمارے عقائد اب بھی وہی ہیں جو حضرت اقدس کی زندگی میں تھے چند عقائد اپنے بیان کر کے اور انہیں اپنی سابقہ عقائد ظاہر کر کے بالمقابل سیدنا فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف چند باتیں منسوب کر کے انہیں آپکے عقائد بتایا ہے ۔ اس جگہ اس بحث کی گنجائش نہیں کہ کس فریق کے عقائد حضرت اقدس کی تعلیم کے موافق ہیں اور کس فریق کے عقائد مخالف ۔

اس لیئے حسب قول مولوی محمد علی صاحب کے "جسقدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں" ہم اسجگہ اس مسئلہ کے متعلق ہر دو فریق کی حضرت اقدس کی زندگی میں لکھ کر شائع کی ہوئی تحریروں میں سے بطور نمونہ چند عبارتیں پیش کرتے ہیں ۔ جن سے

مسئلہ نبوت مسیح موعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت و رسالت

(الف) "وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔ اور اس نبوت کے مقابل اب تمام دنیا بے دست و پا ہے۔ کیونکہ نبوت پر مہر ہے۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص) (ب) "میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں۔ یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔" (ایضاً ص) (ج) "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اسکے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔" (ایضاً ص۳) (د) "رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم۔ یعنی آنحضرت کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے۔ جو ابھی ظاہر نہیں ہوا یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اسکی صحبت سے مشرف ہوں۔ اور اس سے تعلیم و تربیت پاویں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا۔ اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت ص کے اصحاب کہلائیں گے۔ اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونیوالے تھے۔ جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

(ھ) "یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو (۱۳۰۰) برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا عقیدہ (انوار خلافت)

(۱) "اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس زمانہ میں کسی نبی کی ضرورت ہے یا نہیں۔ کیا اس زمانہ کو اچھا زمانہ کہا جائے یا برا۔ جہاں تک دیکھا جاتا ہے اس زمانہ سے بڑھکر دنیا میں کبھی فسق و فجور کی ترقی نہیں ہوئی۔" (تشحیذ جلد اول نمبر ۱ ص۸) (۲) "یہ ایک عجیب بات ہے کہ ہر ایک قوم نے اسوقت ایک رسول کے آنے کی گواہی اپنی کتابوں سے دی ہے۔" (ایضاً ص۸) (۳) "غرضیکہ ہر ایک قوم ایک نبی کی منتظر ہے۔ اور اس کے لئے زمانہ بھی یہی مقرر کیا جاتا ہے۔ ہمارے پیارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو نشانات اس نبی کی پہچان کے بتلائے ہیں۔ اور اسکے پہچاننے کے لئے جو آسانیاں ہمارے لئے پیدا کر دی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے رسول کریم ص کا مرتبہ کس قدر بلند اور بالا تھا۔" (ایضاً ص۸) (۴) "کیا یہ تیرا خیال ہے کہ میں کسی بڑی قوم کا ہوں یا میرے پاس زر و جواہر ہیں یا میری قوت بازو بہت قوی ہے یا میں بہت بڑا رئیس یا بادشاہ ہوں یا بڑا ذی علم آدمی ہوں سجادہ نشین ہوں یا فقیر ہوں اسلئے مجھکو اس رسول کے ماننے کی حاجت نہیں" (ایضاً ص۱۰) (۵) "سو اب بھی جبکہ خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا رسول دنیا میں ظہور پذیر ہوا تھا ضروری تھا کہ دنیا میں ہر ایک طرز کے انسان پیدا ہوں۔" (تشحیذ جلد اول نمبر ۲ ص۵۲) (۶) "اس خدا نے ایک رسول پیدا کیا اور تم نے اسکی اطاعت کو برا سمجھا۔" (" ص۵۳) (۷) "لیکن تم سرے سے ہی انکار کرتے ہو باوجود اس بات کے ماننے کے کہ یہ رسول خدا کی طرف سے ہے" (ص۵۵) (۸) "باوجود کل احکام پڑھنے کے بھی ایک امام اور رسول برحق کی اطاعت کی اشد ضرورت ہے۔" (" ص۵۶) (۹) "اب اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ایک رسول کے آنے کا وعدہ ہے۔" (جلد اول نمبر ۳ ص۶۶) (۱۰) "اب ہم تینوں مذہبوں سے ایک نبی کے آنے کی پیشگوئی ناظرین کے گوش گذار کر چکے ہیں۔" (" ص۶۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا عقیدہ مسیح موعود کی نبوت کے متعلق

(۱) "میں مرزا صاحب کو نبی مانتا ہوں لیکن نہ ایسا کہ وہ نئی شریعت لائے ہیں۔ اور نہ ایسا کہ انکو آنحضرت ص کی اتباع کے بغیر نبوت ملی۔ اور ان معنوں سے آپ کو حقیقی نبی نہیں مانتا۔ ہاں اگر حقیقی نبی کے یہ معنے ہوں کہ وہ نبی ہی نہیں تو میں کہونگا کہ اگر حقیقی کے مقابلہ میں نقلی یا بناوٹی یا اسمی نبی کو رکھا جاوے تو میں آپکو حقیقی نبی مانتا ہوں۔" (القول الفصل ص۱۲) (۲) "مسیح موعود ویسا ہی کامل نبی ہے جیسے کہ پہلے نبی تھے۔ اور یہ سب درجہ آنحضرت ص کی اطاعت اور غلامی سے ملا ہے۔" (" ص۱۲) (۳) "مجھے خود اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رؤیا بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے۔ پس میں آپکو علی وجہ البصیرت نبی مانتا ہوں۔ نہ ایسا کہ آپ کوئی جدید شریعت لائے۔ اور نہ ایسا کہ آپ آنحضرت ص کی اتباع سے باہر بھی۔ بلکہ ایسا کہ آپ کی سب زندگی قرآن کریم کی اتباع میں گذری۔ اور ایسا کہ آپ نے جو کچھ پایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں پایا۔ اور اس سے آپ کی نبوت میں کوئی فرق نہیں آیا۔" (رسالہ چند غلطیوں کا ازالہ ص۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا حلفیہ بیان

"میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ خدا جو عذاب کی طاقت رکھتا ہے وہ خدا جس نے میری جان کو قبض کرنا ہے وہ خدا جو زندہ قادر اور جزا و سزا دینے والا ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت صلعم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود کو مبعوث کیا میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حضرت مرزا صاحب کو اسوقت بھی جبکہ حضرت مسیح موعود ..."

مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ۔

مولوی محمد علی صاحب کا عقیدہ نبوت مسیح موعود حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات تک۔

مولوی محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز میں حضرت اقدس کو کثیر التعداد مضامین میں نبی اور خدا تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ثابت کیا ہے۔ مثلاً جلد ۴ نمبر ۲ میں زیر عنوان (ایک نیا معترض) جلد ۴ نمبر ۴ میں زیر عنوان (عصر جدید کا بیہودہ جوش اور سلسلہ احمدیہ کی غرض) جلد ۵ نمبر ۳ میں زیر عنوان (ایک نیا معترض ص ۱۰۰) جلد ۶ نمبر ۳ میں زیر عنوان (آخری زمانہ کا مصلح) جلد ۷ نمبر ۷ میں زیر عنوان (حضرت مسیح موعود کی وفات پر چند مختصر نوٹ) وغیرہ وغیرہ۔ ہم آگے انکی صرف چند عبارتیں بطور نمونہ نقل کر دیتے ہیں جن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا مولوی محمد علی صاحب پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی معنوں میں نبی اور زمرہ انبیاء میں سمجھتے تھے یا محض ناقص جزوی نبی۔ اور یہ کہ آپ فی الواقع نبی نہیں ٭

(۱) "وہ ایک منصب جو ایک نبی کے ذات سے قائم کر چکا ہے۔ جیسے آپ اسوقت حضرت مسیح موعود کے خلاف اور پہلے ہمارے نبی کریم کے خلاف کہہ چکے ہیں۔" (ریویو جلد ۴ ص ۳۹۵) اس حوالہ میں مولوی صاحب نے لفظ نبی کا اطلاق حضرت اقدس اور نبی کریم پر بالکل یکساں طور پر اتفاق کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ نفس نبوت کے لحاظ سے حضرت اقدس اور آنحضرت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (۲) "انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے ... چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم کی تھی جیسا کہ حدیثوں اور روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں ہے ...... یہی سنت قدیم انبیاء کی چلی آتی ہے" (جلد ۵ ص ۱۳۱ و ۱۳۲) اس حوالہ میں مولویصاحب نے خوب واضح طور پر بتا دیا ہے کہ مسیح موعود اسی سلسلہ کے ایک نبی ہیں جس سلسلہ میں سے آنحضرت صلعم اور آپ سے پہلے انبیاء کرام تھے (۳) "یہی وہ آخری زمانہ ہے جسمیں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔" (جلد ۶ ص ۱۳۸) اس حوالہ میں مولوی صاحب نے موعود نبی کے لفظ سے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مسیح موعود کی بابت کتب سابقہ الہٰیہ میں اور قرآن کریم میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ سب انکو الہامی اور الہٰی اصطلاح میں نبی قرار دیتی ہیں (۴) مولوی صاحب سورہ جمعہ آیت ہو الذی بعث (تا) ہو العزیز الحکیم کے کراس کا ترجمہ کرتے ہوئے وآخرین منہم الخ کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ "اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہو گی جو ابھی انمیں شامل نہیں ہوئی وہ قوم بھی انہیں لوگوں کے رنگ میں ہو گی۔ اور انمیں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہو گا" (ص ۹۶) اس حوالہ میں مولویصاحب نے قرآن کریم سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود اسی طرح نبی ہیں جسطرح آنحضرت نبی اور رسول تھے۔ اور یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ آپ قرآنی اصطلاح کی رو سے یعنی شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول ہیں۔ (۵) "یہ پیشگوئی کے بیان میں اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک ہم رتبہ بھی ابناء فارس ہی سے ہے۔" (ص ۹۶) اس حوالہ میں مولویصاحب نے خوب صاف طور پر بتا دیا کہ حضرت مسیح موعود سلسلہ انبیاء کے آخری ممبر ہیں۔ اور یہ کہ آپ کو اس سلسلہ کے ممبروں میں شمار نہیں کرنا چاہیے۔ جو آپ کے بعد بھی ہمیشہ آتے رہیں گے۔ بلکہ اس سلسلہ میں سے ہیں جسمیں تمام انبیاء سابقین داخل ہیں۔ اور نیز یہ کہ آیت خاتم النبیین کے یہ معنی نہیں کہ آنحضرت آخری نبی ہیں کیونکہ نبی آخر زمان دراصل حضرت مسیح موعود ہی ہیں جو آنحضرت کے بعد نبی ہوئے۔ (۶) مولوی صاحب خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر العصر کے مقابلہ میں حضرت اقدس کے دعوی نبوت کے ثبوت میں آیت انا لننصر رسلنا پیش کر کے لکھتے ہیں۔ "نصرت اور تائید اسطرح پر جو سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی" (جلد ۵ ص ۱۳۴) اس حوالہ میں مولویصاحب نے صریح الفاظ میں بتا دیا ہے۔ کہ مسیح موعود سلسلہ نبوت ہی کے ایک ممبر ہیں۔ یعنی جن معنوں میں انبیاء سابقین نبی کہلاتے تھے انہی معنوں میں آپ بھی نبی ہیں۔ (۷) خواجہ غلام الثقلین نے مولویصاحب کی دلیل مذکورہ الصدر کے جواب میں لکھا کہ یہ بات تو شیطان پر بھی صادق آتی ہے۔ اور یہ کہ فرعون نے اتباع موسیٰ اور انکے بچوں کو قتل کر ڈالا۔ مسیح مصلوب ہوا۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کس کس کو کے ہاتھ سے شہید کئے گئے۔ انہیں یہ بات کیوں نہ ملی۔ تو اس کے جواب میں مولویصاحب نے لکھا کہ بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے کہ جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔" (جلد ۵ ص ۳۲) اس حوالہ میں مولویصاحب نے نہایت توضیح کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حضرت اقدس مدعی نبوت اور دعوی نبوت میں صادق ہیں۔ اور اس زمرہ انبیاء میں داخل ہیں جسمیں مسیح ناصری داخل ہیں۔ اور اس امت میں اور کوئی ولی یا محدث وغیرہ اس میں داخل نہیں حتی کہ خلفاء اربعہ بھی نہیں ہیں ایک حضرت عمر محدث ہذہ الامۃ بھی اس سلسلہ نبوت میں داخل نہیں جسمیں حضرت اقدس اور حضرت مسیح ناصری اور دیگر انبیاء داخل ہیں یعنی آپکی نبوت ناقصہ نہیں بلکہ جیسی پہلے نبیوں کی نبوت کامل تھی اسیطرح آپ بھی نبی ہونے میں کامل ہیں۔ (۸) "وہ تمام پیشگوئیاں اس امر میں متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایک زمانہ میں ہو گا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور و شور سے جمع ہو جائیں گی جنکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو گی" (جلد ۶ ص ۸۱) اس حوالہ میں مولوی صاحب نے مسیح موعود کا ذکر پیغمبر آخر زمان کے نام سے کر کے اسبات کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے کہ آپ کس زمرہ میں داخل ہیں آیا زمرہ اولیاء میں یا زمرہ انبیاء میں۔ مولوی محمد علی صاحب اپنی ان عبارتوں کے متعلق اپنے ہمخیالوں کو یہ جواب دیکر انکے آنسو پونچھنے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ میری کسی سابقہ عبارت میں اگر اتفاقاً کہیں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے تو اس سے مراد جزوی اور ناقص نبی ہے۔ لیکن یہ عذر بالکل باطل ہے

طریق استدلال

جس طریق سے ہم ان حوالوں کو پیش کر رہے ہیں اس کا وہ قیامت تک کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ خود مولوی محمد علی صاحب بعینہ اسی طریق استدلال سے کام لیکر متعدد جگہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی بعض عبارتیں پیش کر چکے ہیں۔ پس یہ طریق استدلال گویا ہمارا استدلال نہیں بلکہ خود انہی کا پیشکردہ ہے جسے وہ کسی طرح سے توڑ نہیں سکتے اور اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ وہ اپنے رسالہ کامل نبوت اور جزوی نبوت میں فرق کے ص ۱۹ پر حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ (اس آیت میں نبیوں اور رسولوں کے الہام کا ذکر ہے۔ اور وہی مراد ہیں۔ حضرت مسیح موعود چونکہ اس گروہ میں شامل تھے اس لئے ان کا بھی اسی آیت کے ماتحت آتا تھا) کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں کہ وہ ایسا اس عبارت کا منشا سوا اس کے کچھ نہیں کہ حضرت مسیح موعود فی الواقعہ رسل اور انبیاء میں شامل ہیں اور انکے منکر اسی طرح کافر ہیں جس طرح کسی اور نبی یا رسول کے منکر۔ کیونکہ مجازی طور پر تو دوسرے مجدد بھی انکے اندر شامل ہو سکتے۔ مگر مجددوں کو الگ کر دینا اور حضرت مسیح موعود کو نبیوں اور رسولوں میں شامل کرنے سے صاف طور پر میاں صاحب کا یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی اور رسول مانتے ہیں یعنی فی الواقعہ نبی نہ کہ صاحب شریعت ٭

میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخکنی سمجھتا ہوں۔ بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اگر تم آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں مانتے۔ تو میرے نزدیک یہ بڑی خطرناک راہ ہے۔ اور تم خطرناک غلطی کے مرتکب ہوتے ہو (پیغام جلد ۲ ص ۱۱۹)

مولوی محمد علی صاحب کا اقرار کہ ہمارے موجودہ عقائد انہی کے پیدا کردہ ہیں

مولوی محمد علی صاحب نے مسئلہ نبوت پر گفتگو کرتے ہوئے اگر ہمارا عقیدہ بابت نبوت مسیح موعود غلط ہے۔ تو اس کی ذمہ واری مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ یہ خیال غیر مبایعین کو مخاطب کر کے کہا ہے جو شخص پہل کرتا ہے وہی سب کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ میں نے بے شک پہل کی ہے۔ اور تم نے میری بات کو صحیح سمجھ کر مان لیا ہے (پیغام جلد ۲ ص ۱۱۹)

خاکسار محمد اسمٰعیل احمدی عفا اللہ عنہ ۔ قادیان ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۶ء

مولوی محمد احسن صاحب کے دو خط
حضرت فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور جناب خلیفۃ المسیح والمہدی حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر دام اقبالکم و اجلالکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مرحمت نامہ نے صدور فرما کر اعزاز دارین بخشا و رسالہ القول الفصل دہا ہو نازل کو خاکسار نے جناب والد صاحب کو سنایا دعاوی صادقہ اور مصدوقہ سنکر ایسے خوش ہوئے کہ عوارض لاحقہ متعلقہ پیری و دیگر امراض کو فراموش کر دیا اور کہنے لگے کہ الحمد للہ میں نے وہ وقت پالیا کہ جس کا میں سالہا سال منتظر تھا اور فرمایا کہ تحفۃ الملوک کا سخت انتظار ہے عرض کردو کہ روانہ فرما دیا جاوے اور حضور کی طرف سے ارشاد ہے کہ ہمیں بہت دنوں تک خیریت سے آگاہی نہیں ملتی یعقوب جلد جلد حالات طبیعت سے اطلاع دیتا رہے سخت تاکید ہے۔ میں نے تو چاہا تھا اگر والد صاحب نے فرمایا کہ جناب والا امور مہمہ دینیات میں مستغرق ہیں آپ کے استغراق میں فرق آجاویگا بدیں وجہ کوتاہی مراسلت واقع ہوئی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ کوتاہی نہیں ہوگی یہاں پر آل فرعون لاہوریوں کی نسبت لکھتا ہوں جناب والد صاحب کی طرف سے لکھتا ہوں خارجاً معلوم ہوا کہ اس رسالہ القول الفصل کو ایک شیطان نے یہ کہا کہ مصنف رسالہ شریر ہے کذاب ہے چالبازی میں ساری پردے اس کے کھولونگا۔ یہ قول تو اسکا ایک ادنیٰ ہے۔ اس کا تو وہی حال ہے جو فرعون کا تھا وقال فرعون ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد ما اریکم الا ما اریٰ وما اہدیکم الا سبیل الرشاد انشاء اللہ تعالیٰ اگر بالآخر توبہ نہ کی تو غرق طوفان ضلالت میں ہو جاویگا۔ آمین۔ اور جناب والد صاحب نے مجھکو یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ رسائل جو یہاں موجود ہوں واسطے تقسیم کے بخدمت جناب مفتی محمد صادق صاحب مفت روانہ کر دیئے جاویں انشاء اللہ امروز فردا روانہ کرتا ہوں۔ پروفیسر کالج بھاگلپور جناب مولنا عبد الماجد صاحب کو کچھ ابتلاآت مقدمہ کے واقع ہیں اور اسی وجہ سے رسالہ القول المعروف فی اجتماع الخسوف والکسوف حیز تعویق میں واقع ہوگیا ہے۔ انکے واسطے بہت دعا فرمائی جاوے۔ امراض خارش وغیرہ بدستور لاحق ہیں اسلیئے والد صاحب کہتے ہیں کہ بہت دعا فرمائی جاوے۔ اور چونکہ مجھکو حکم تاکیدی ہے اسلیئے واسطے اطلاع کے عرض کیا گیا۔ والسلام خیر ختام

عاجز سید محمد یعقوب پسر سید محمد احسن امروہہ
شاہ علی سرائے
مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۱۵ء

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بعض احباب کے خطوط سے حالات ناگفتہ بہ معلوم ہوئے ظہر الفساد فی البر والبحر انا للہ وانا الیہ راجعون (۲) میری رائے ناقص میں کفر و کافر کی بحث میں آپ نے تبلیغ کامل کر دی ہے اب آیندہ اس بحث کی طرف بالکل توجہ نہ فرماویں لا یضرکم من ضل اذا اہتدیتم خاکسار تو ابتدا سے ایسے لوگوں کو مخاطب ہی نہیں کرتا جو علوم دینی سے ایسے ناآشنا ہیں کہ قرآن مجید کے متن متین کو بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے ہاں افسوس یہ ہے کہ جہلا فریقین کے گمراہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مگر کہا کیجیے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی لیکن یہ فتنہ چند روزہ ہے مگر بہت بڑا فتنہ ہے الفتنۃ اشد من القتل کا مصداق ہے اور افسوس پر افسوس یہ ہے کہ اس کے دفع کے لیئے ابھی تک کوئی قائم نہیں ہوا میرا حال یہ ہے کہ آنکھیں تاریک ہیں اور روز بروز تاریک ہوتی چلی جاتی ہیں کمر میں درد ایسا ہے کہ بیٹھا نہیں جاتا بغیر امداد برخوردار سید محمد یعقوب کے کوئی کام تحریر کا نہیں ہو سکتا یہ خط بڑی دشواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے لکھا ہے ارواح حیوانی و طبعی و نفسانی جو مرکب روح انسانی کا ہیں بہت ضعیف ہو گئیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ ع مردے از غیب بروں آید و کارے بکند میں اللہ تعالیٰ کا معاملہ میرے ساتھ ایک عجیب معاملہ ہے کہ فتنوں کی خبر پیشتر سے بذریعہ فراست و القاء ربانی مجھکو معلوم ہو جاتی ہے برخوردار محمد یعقوب کو یہی وجہ ہے ملازم نہ کرایا وغیرہ وغیرہ حالانکہ جملہ احباب مصر ہو رہے تھے تقریظ جو لکھی گئی تھی وہ باصرار مکرر حضرت خواجہ صاحب کے لکھی گئی تھی اب وہ الحکم میں طبع ہو گئی اُس کے بعض فقرات اگر غور سے مطالعہ کیئے جاویں تو بحکم العاقل تکفیہ الاشارہ کے اُس سے بہت سی بناء مفاسد کا حال صریح معلوم ہو سکتا ہے حسب مثل مشہور کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح (۳) آپ کے اور حضرت نواب صاحب کے استعفا سے سخت رنج ہے اگرچہ حدیث شحاً مطاعاً کی صحیح ہے لیکن ابھی تک وقت نہیں آیا تھا جو آپ اس میدان سے علیحدہ ہو گئے میں نے اس صدمہ سے نوٹس نمبر ۔ ۔ ۔ کے جواب میں جو کچھ لکھکر روانہ کیا ہے اس کی نقل واسطے مطالعہ جناب کے ارسال ہے مناسب خدمات سے یاد و شاد فرماتے رہیں ؞

از امروہہ شاہ علی سرائے
خاکسار محمد احسن
مورخہ ۶ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء

رپورٹ انجمن احمدیہ پشاور

از یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء

انجمن احمدیہ پشاور:۔ جس میں تحصیل پشاور، تحصیل چارسدہ، تحصیل نوشہرہ درۂ خیبر سے پل اٹک تک شامل ہیں کا مرکز شہر پشاور ہے۔ ایک شاخ انجمن احمدیہ پشاور کی بمقام نوشہرہ قائم ہوئی ہے۔ جس نے اپنے تعلقات صدر انجمن احمدیہ قادیان سے براہ راست قائم کیے ہیں۔ اگرچہ انکا ایسا کرنا صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے خلاف ہے کیونکہ حسب قوانین صدر انجمن انکا مرکز شہر پشاور ہی ہے وہ شاخ اپنا چندہ براہ راست قادیان ارسال کرتی ہے اس لیئے سردست اس رپورٹ میں اس شاخ کا ذکر نہیں۔ البتہ ان کے رپورٹ مانگی ہے جسوقت وصول ہوئی وہ اس رپورٹ کا تتمہ یا تکملہ ہوگی۔ سردست میں باقی انجمن کی رپورٹ عرض کرتا ہوں:۔

تبدیلیاں ممبروں میں۔ سال رواں میں خانصاحب محمد علی خانصاحب احمدی ایکسال کی رخصت حاصل کرکے کوہاٹ تشریف لے گئے اور انکے جانے سے انجمن احمدیہ پشاور سے ایک نہایت مخلص ہمدرد اور جوشیلے مبلغ جدا ہو گئے لیکن بہت جلدی خداوند تعالیٰ نے انکے ایک ہموطن احمدی بھائی انکے قائم مقام کی صورت میں ہماری انجمن میں بطور ممبر ارسال کردیئے۔ یہ صاحب ڈاکٹر عبدالغفار خانصاحب سب اسسٹنٹ سرجن پشاور ہیں۔ جو نہایت مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں۔ اور اپنی شرافت اور خدمت میں خانصاحب موصوف کے نعم البدل ہیں۔

درس قرآن شریف و نماز:۔ سال زیر رپورٹ میں درس قرآن کریم باقاعدہ جاری رہا۔ ایک بار قرآن کریم ختم ہوا اور اب بار دوم نصف سے زائد ہو چکا ہے۔ صلوٰۃ خمسہ بھی قریباً سب باجماعت ہوتی رہی ہیں۔ جمعہ مبارک باقاعدہ ہوتا رہا ہے ہر نماز جمعہ میں اوسطاً ایک درجن احباب شامل ہوتے رہے ہیں۔

مہمان خانہ:۔ مہمان اس سال کثرت سے آئے۔ افغانستان سے صوبہ سرحد کے اضلاع سے۔ پنجاب سے۔ زیادہ حصہ ضلع پشاور کے نواح کے احباب کا رہا۔ مہمانوں میں غیر احمدی اور غیر مبائعین بھی داخل ہیں۔ اوسطاً دو کس فی وقت مہمان رہے۔ اگر جناب خواجہ کمال الدین کی اس مہمانداری کی طرح پر تفصیل کیجاوے جو انہوں نے ووکنگ کے مہمانخانہ کے بارے میں شائع کی ہے تو سال بھر میں اوسطاً ۷۰۰ اشخاص مہمان رہے انمیں سے اکثر کو انجمن احمدیہ میں سے کھانا دیا گیا ہے۔

دارالکتب احمدیہ پشاور:۔ دارالکتب احمدیہ میں ایک سو کے قریب کتابیں سلسلہ احمدیہ اور دوسرے فریق اسلامیہ کی خرید کرکے داخل کی گئی ہیں اور قریباً چودہ روپیہ صرف انکی جلد بندی پر خرچ کیا گیا ہے۔ اور خوبصورت جلدیں بنوا کر رکھی گئی ہیں۔ اس لائبریری سے ہر خاص و عام اوقات مقررہ میں دارالکتب میں فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالغفار خانصاحب نے ایک تاریخ خرید فرما کر داخل لائبریری کی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اور میر فضل احمد صاحب احمدی نے حیدرآباد دکن سے مترجم قرآن کریم دو نسخے ارسال کیے۔

اشاعت و تبلیغ:۔ سرحد میں تبلیغ و اشاعت پشتو اور فارسی زبان میں خوب ہوسکتی ہے اور فارسی کی تحریرات ترکستان ایران اور افغانستان وسرحد میں خوب کام دے سکتی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس زبان میں سلسلہ کے حالات پر کوئی مفصل اور دلچسپ کتاب سیر کن بحث کرنیوالی نہیں۔ البتہ پشتو زبان میں خاکسار نے تیرہ کے قریب کتب و رسائل تحریر کیے ہیں۔ جنکو افغانستان بلوچستان و دیگر اضلاع سرحد باجوڑ دیر سوات اور بنیر میں کثرت سے شائع کیا گیا ہے۔ بلکہ پنجاب ہندوستان اور برما تک لوگوں نے طلب کیئے ہیں۔ اور انکا اثر بھی پڑھنے والوں پر خوب ہوا ہے۔ افسوس ہے کہ جنگ موجودہ نے کاغذ اور سامان طبع اسقدر گران کردیئے کہ اب کسی تحریر کے شائع کرنیکی جرأت بھی بمشکل ہوسکتی ہے۔ خدا ان مشکلات کو جلدی رفع فرماوے۔ آمین!

ترقی جماعت۔ سال زیر رپورٹ میں غیر احمدی لوگوں میں سے (۱) سید جعفر حسین صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس پشاور بذریعہ خانزادہ محمد دلاور خانصاحب احمدی (۲) عزیز الرحمن بذریعہ خاکسار (۳) میرزا عمر خطاب خانصاحب بذریعہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب احمدی داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے (۴) حسین شاہ صاحب بذریعہ احمد شاہ درزی اور (۵) سرور شاہ صاحب بذریعہ کسی نامعلوم صاحب داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔

غیر مبائعین میں سے (۱) محمد عمر خانصاحب افغان (۲) فردوس خانصاحب (۳) عبدالاحد خان صاحب داخل بیعت خلافت ثانیہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح رسالپور میں سے (۱) احمد علیخان (۲) عبدالرحمن خان سوار (۳) عابد علیخان (۴) عباس خان (۵) غلام حسن خان اور (۶) علی بہادر خان ویٹرنری اسسٹنٹ داخل احمدیت (۵) اول۔ اور آخری داخل بیعت خلافت ہوئے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اگرچہ ہمارے بالمقابل غیر مبائعین کا ایک بااثر بزرگ اور سرگروہ بلکہ خلیفۃ المسیح خانصاحب مولوی غلام حسین خانصاحب سب رجسٹرار پشاور موجود ہیں تاہم خداوند تعالیٰ کا ہمارے سلسلہ کو ترقی دینا اور مالی طور پر بھی اور نفری کے طور پر بھی یہ خاص اس کا فضل ہے ورنہ کہاں ہم غربا اور کہاں اسقدر ترقی اور کامیابی فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

غیر مبائعین اور غیر احمدیوں کو اکثر حق مناسب حال پہنچایا جاتا ہے۔ حتی الوسع تبلیغ کیجاتی ہے تاکہ انکی غلطیاں رفع ہوں۔ مگر غیر احمدی کا جاگنا آسان ہے مگر غیر مبائع جو جاگ کر سوئے ہیں انکا جاگنا مشکل نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے کیونکہ وہ ہادی اور مولا کریم ہے۔

دارالکتب احمدیہ میں (۱) اردو ریویو (۲) اخبار فاروق (۳) اخبار الفضل قادیان سے آتے رہتے ہیں۔ جس سے احمدی غیر احمدی اور غیر مبائعین سب فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اخبار فاروق اور الفضل میں ایک درجن کے قریب مضامین خلافت کے فتنہ کے خلاف شائع کیے گئے جو اہم امور پر مشتمل تھے۔ انگریزی اور اردو میگزین کے آٹھ کے قریب خریدار جدید پیدا کیے گئے۔ اور انکے نام جاری کردیئے۔ قادیان سے مباحثہ شملہ دربارہ نبوت حضرت مسیح موعودؑ اور امرتسر کے مباحثہ حیات و وفات حضرت مسیح ناصری منگوا کر مفت تقسیم کیے گئے۔

انگریزی پارہ ہائے قرآن کریم اکاون کے قریب اور اردو ترجمۃ القرآن کریم پچیس کے قریب

منگوا کر اردو کے سب اور انگریزی کے اکثر فروخت کیے گئے۔ اور قیمت بلا لقاط قادیان ترقی اسلام میں ارسال کردی گئی۔

تبلیغ احمدیت میں (۱) صاحبزادہ عبداللطیف صاحب احمدی (۲) قاضی فضل الٰہی صاحب احمدی (۳) خاکسار (۴) خانزادہ محمد دلاور خان صاحب بی۔ اے (۵) بابو عبدالمجید صاحب احمدی (۶) اللہ بخش صاحب احمدی خاص طور پر دلچسپی لیتے رہے۔

انتظام چندہ:۔ انتظام چندہ قاضی فضل الٰہی صاحب احمدی، خاکسار اور عزیزم محمد عجب خان صاحب احمدی کرتے رہے۔ چندہ فراہم کرکے تقریباً سارا سال قاضی فضل الٰہی صاحب خود قادیان ارسال کرتے رہے اور اسی سال میں جو باقی حساب صدر پشاور میں قاضی صاحب موصوف کے پاس رہتا تھا۔ اور بعض کاغذات بھی وہ سب شہر پشاور کو منتقل کردیئے گئے۔ اور ایک ہی جگہ اکٹھا انتظام کردیا گیا ہے۔ انہی حضرات کی خاص دلچسپی کا باعث تھا اور پھر صاحبزادہ عبداللطیف صاحب احمدی کی سعی بھی تھی۔ جس کے باعث چندہ میں نمایاں ترقی ہوئی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

مسجد احمدیہ:۔ مسجد احمدیہ کے لیئے تین سال سے زائد ہوتے ہیں جناب مولوی غلام حسن خان صاحب سب رجسٹرار کے مکان پر قبل از اختلاف جلسہ ہوا اور وعدے پانچ صد روپیہ کے قریب اور نقد چار صد کے قریب جمع ہوگئے۔ میرزا نذر علی صاحب سابق سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور کے پاس وہ رقوم جمع تھیں۔ انکو بعض خاص وجوہ سے مسجد احمدیہ سے اختلاف تھا جن کے باعث سے انہوں نے وہ روپیہ ایسے حضرات کو بطور قرضہ دیدیا۔ جن سے وصول شاید اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے سال گذشتہ میں فیصلہ کردیا ہے کہ اگر وہ روپیہ ملجاوے تو جناب خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب کے حوالے کردیا جاوے۔ اس طرح سے وہ رہی سہی امید بھی بنائے مسجد کی جاتی رہی۔

ہمارا حصہ جو چندے کا اس فنڈ میں ہے۔ خدا جانے کس شریعت کے ماتحت غصب کرلیا ہے اور ہماری رضامندی کے بغیر وہ کیونکر دوسرے مقصد میں خرچ کرسکتے ہیں۔ جبکہ ہماری اجازت صرف مسجد احمدیہ کے لیئے تھی۔ اسلیئے غیر مبائعین سے بالکل مایوس ہوکر الگ طور پر سال بھر سے کوشاں ہیں۔ مگر کوئی موزون مقام نظر نہیں آیا۔ جسکے خریدنے کیواسطے تحریک جاری کردیجاوے۔ اگرچہ بعض مقامات پر گفتگو بھی ہوئی مگر سردست بے نتیجہ ثابت ہوئی۔

جائداد:۔ انجمن احمدیہ پشاور کی کوئی غیر منقولی جائداد نہیں۔ صرف ایک مکان ہے۔ جس میں انجمن احمدیہ کا دفتر ہے۔ اسکے مالک میرزا عبدالرحیم صاحب نے وقف کردیئے جانیکی ایک تحریر دیدی ہے۔ تقریباً پانچ سال سے بلا کرایہ استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور اس تحریر کے رو سے تو ہمیشہ کے واسطے کرایہ کے خدشہ سے نجات ہوگئی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والاٰخرۃ۔ خدا تعالیٰ اسکے عطیہ کو قبول فرماوے۔ آمین۔

خاص دلچسپی لینے والے۔ (۱) خاکسار (۲) عزیزم محمد عجب خان احمدی (۳) شیخ رحمت اللہ صاحب احمدی (۴) شیخ فضل الٰہی صاحب احمدی۔ (۶) عبدالمجید صاحب احمدی (۷) صاحبزادہ عبداللطیف صاحب احمدی (۸) ڈاکٹر عبدالغفار صاحب احمدی جنہیں سے بعض انتظام انجمن میں بعض مہمانوں کی خدمت میں۔ بعض نے چیزوں کی فراہمی یا عطیات میں اور بعض نے تبلیغ و اشاعت میں خاص حصہ لیا ہے۔

آمد و خرچ:۔ ہمارے حساب کا سال یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء سے آغاز ہوا۔ اور ۳۰۔ ستمبر ۱۹۱۶ء پر ختم ہوا۔ سال رپورٹ میں کل آمد آٹھ سو چونتیس روپیہ دو آنہ ہے (۸۳۴-۲)۔ سال گذشتہ میں پانچ سو آٹھ روپیہ نو آنہ تھی (۵۰۸-۹)۔ مرسلہ قادیان سال رواں میں چھ سو ستر روپیہ تیرہ آنہ ہے (۶۷۰-۱۳) اور سال گذشتہ میں تین سو ستر روپیہ چھ آنہ تھی (۳۷۰-۶)۔ مقامی خرچ مہمانوں پر سال رواں میں سٹسٹھ روپیہ تیرہ آنہ ہے (۶۷-۱۳) اور سال گذشتہ میں پینتیس روپیہ بارہ آنہ تین پائی تھی۔ کتب برائے دارالکتب سال رواں میں اکیس روپیہ چار آنہ کی خرید کیں (۲۱-۴) اور سال گذشتہ میں سات روپیہ چھ آنہ کی خریدی گئی تھیں۔ جلد بندی کتب پر چودہ روپیہ (۱۴) خرچ آیا۔ سامان برائے دارالکتب و انجمن سال رواں میں تین روپیہ گیارہ آنہ کا خریدا گیا ہے اور سال گذشتہ میں سترہ روپیہ پانچ آنہ کا (۱۷-۵) خریدا گیا تھا۔ سال رواں میں کتب برائے اشاعت چار روپیہ سات آنہ کی منگوائی گئی ہیں (۴-۷)۔ اور سال گذشتہ میں دو روپیہ آٹھ آنہ چھ پائی کی خریدی گئی تھیں (۲-۸-۶)۔ فیس منی آرڈر سال رواں میں چھ روپیہ پندرہ آنہ خرچ ہوا (۶-۱۵)۔ اور سال گذشتہ میں تین روپے خرچ ہوا تھا۔

	روپیہ	آنہ	پائی
آمد۔ سال گذشتہ میں سے بقایا	۳۸	۱۴	۰
اور سال رواں	۷۷۶	۵	۰
کل آمد	۸۱۵	۳	۰
مسجد فنڈ میں قادیان سے آیا	۶۰	۰	۰
میزان کل	۸۷۵	۳	۰
بقایا خرچ	۷۸۸	۱۵	۹
آمد	۸۷۵	۳	۰
	۸۶	۳	۳

قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور